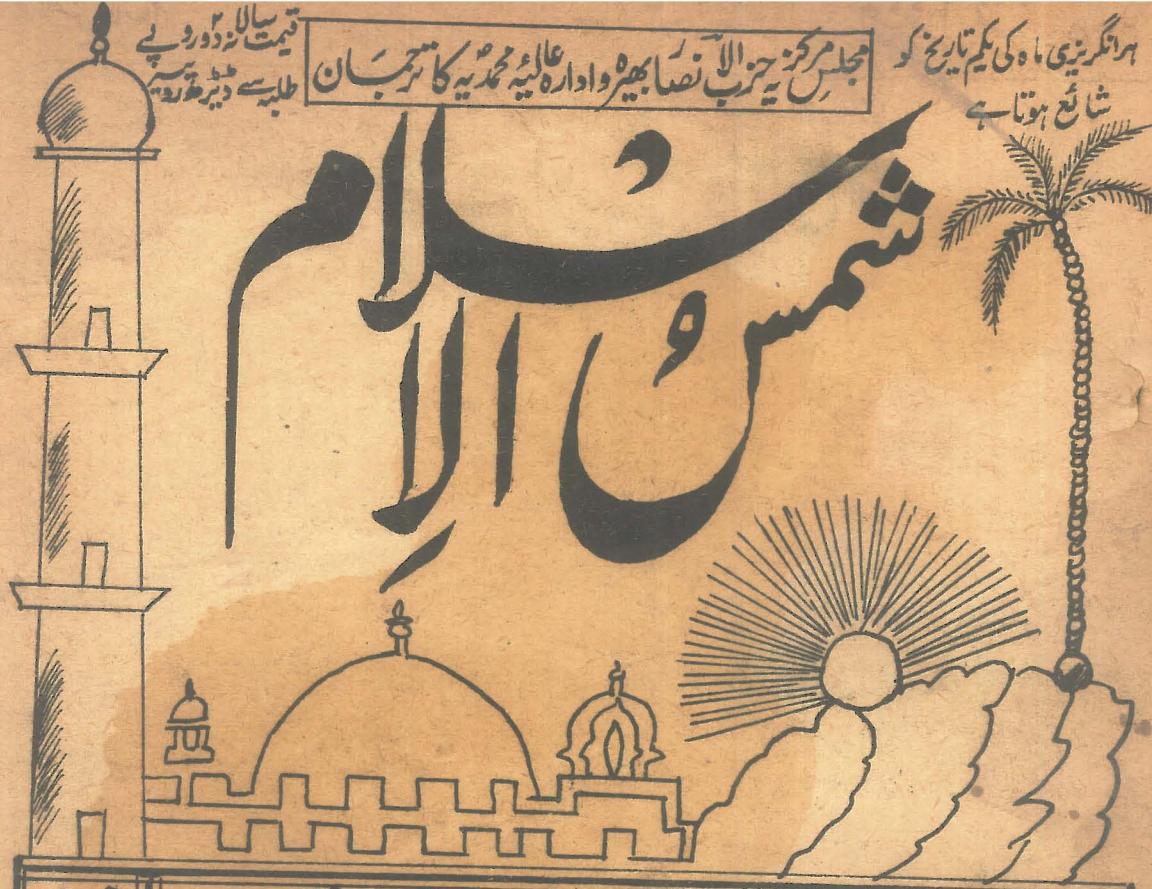


ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

محل مکتب حزب نصایحہ و ادارہ عالیہ محمدیہ کا تحریک
تیمت نزد و رپے طلبے دیر طلبہ

شمس الدّام



جلد ۱۲ بھیڑ پنجاب - پاہت شعبان اطہم ۱۳۶۰ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۱ء

اللہ کے دین کی مددکروہ زکاۃ و صدقات کا صحیح مصرف

زکاۃ اسلام کے اہم اور کافیں میں سے ہے۔ ہر صاحب نصایحہ مسلمان کافر فرض ہے کہ اس اہم فرضیہ سے سبکو شہش ہو۔ ماہ رجب شعبان درختان میں مسلمان اپنے اموال کا حساب کر کے زکاۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ زکاۃ ادا کرنے وقت اس امر کا خال رکھنا بھی مزدوجی ہے کہ زکاۃ کا ردہ پر اسلام کی بہتری و سرطندی اور اس کے بقاء کے لئے مزدوج ہو۔ دو ریاضتیں اسلامی سلطنت کے دوال کے بعد بیت الملاہ ہو جنکی وجہ سے مدارس عربیہ نہایت ہی کس سپرسی کی حالت میں ہیں۔ الحاد و ہر سیت کے ایس ذمہ میں قرآن و حدیث کی اشاعت کی طرف مسلمانوں کی توجیہ ہو رہی ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ خالص دینی کام کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے مدارس عربیہ کی مالی امداد کریں۔ علمائے کرام کے قیادے کے نظرے میں درود ہے کہ زکاۃ و صدقات کا بہترین مصرف طالبین علوم دینیہ ہی ہو سکتے ہیں۔ لہذا اچھے معاونین و ارباب کی خدمت میں درود ہے کہ زکاۃ و صدقات کی وجہ سے اسکا سالانہ چندہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر ان حضرات کے نام یا اپنے نام کے لئے مزدوج مسٹیج گرد تبلیغی جگہ رکھنے والے مسلمانوں کے ۱۰٪ زکاۃ فتنہ سے "مشی اللہ اسلام" یا ایک سال کے لئے جاری کرایا جائے تو اس صورت میں زکاۃ بھی ادا ہو جائے گی اور دین کی تبلیغ بھی اسی طریق پر ہو گی۔ ایسا ہے کہ ارباب دولت و ثروت مسلمان حضرات اس اپیل پر توہہ فراکر عن زائدہ راحوا در عذ الناس مشکوہ ہو سکے۔ تمام رقم ناظم مکری محل حزب الانتصار بھرہ پنجاب کے پتے پر آئی چاہیں۔ جس مدنی روپ دینا مقصود ہو، اسکی تفصیل مزدوج فرمائی جائے (اوکاں مجلس برکت

فُتُورَانِ عِلْمٍ وَعَمَلٍ

اور

درد بھری دعا

پھر نئے سر سے مسلمان کو مسلمان کر دے
پھر اسی جوش عمل سے بہیں طاں کر دے
پھر مقدار میں دُہی دولتِ ایمان کر دے
دل کو لذتِ حشیش ذوقِ مریعِ عفاف کر دے
فہمِ قرآن سے ہر اک درد کا درماں کر دے
پھر کشاوہ دُہی بابِ ادبستان کر دے
اس کی قسمت میں دُہی فہریں یہماں کر دے
ایسے نادانوں کو بھی عالمِ قرآن کر دے
ایسے انسان کو حقیقت میں ق انسان کر دے
اس کی اُمت کو ذرا تابع فرمائ کر دے
اپنی صورت سے اُسے آپ ہی حیاں کر دے
یعنی قرآن کی تبلیغ کے سامان کر دے
دقیر غیر کو اور اُراق پر بیشان کر دے

یا الہی تو ہمیں عاملِ فتڑاں کر دے
جس کی تعلیم نے بخششی تھی شہنشاہی تک
پھر تفقیح سے ہم احکامِ الہی سمجھیں!
تیری توحید کے اسرار و غواص کا ہو علم
خذ بہ ذوقِ عملِ مسلم بھی ار کو دے!
آشنازگ معانی سے ہر اک مسلم ہو
ہر طرف آج ہے آلوڈہ ذلت مسلم!
بعض حافظ بھی سمجھتے نہیں مطلب کیا ہے?
جو سمجھتا نہیں تبلیغ رسالت کی غرض
وہ پہمیر جسے سر تاجِ رسول کہتے ہیں!
حضورت آئٹھے ہر سوت فتڑاں ہو گی
پھر مسلمانوں میں ہو علم و عمل کی تحریک
ہر مسلمان کا دستورِ عمل فتڑاں ہو!

دے رہا تاج ہے پیغامِ عمل مدت سے
بھی حسرت ہے کہ ناداں کو سخنداں کر دے

وزیرستان کی آزاد قوم کے نام

نتیجہ فکر مدرس اس اللہ فوائد خاں جناب ادرا رفیقی۔ آئے انہر ڈیسرٹ غافری خان

تری آزاد خسروی ہے نیسری
پسند آئی ہے تجلود حق فقیری
تر اکام کچھ شک سے بلج گیسری
مبارک تجھے تن کی دست گیسری
تدر و تن آسان کی نازل غصیری
یرانگ کنج قفس کی اسیری
یر دنیا کی طبع ہے زہر شیری
جوانی غیور، آبر و مند پسیری
غلامی سے نیری نگوں بخت پسیری

کھستان کی آزاد قوم وزیری !
ہے نفرت تجھے فرشاہ شہری سے
تر اپیشہ شاہینی وجہ سردم بازی
پسند آئی ہے تجھے کو صوت تفنگی،
ہے شاہیں ! تجھے دعوت خوان بینا،
تر ناز آزاد کوہ سلیمان !
جہاں تیراں اک اتشیں خوجہاں ہے
خدا کے کرم نے تجھے بخش دی ہے
جوانی یمری بے حیثیت جوانی !

مری ریاست مرگ پابند دیگر
تو آزاد زندہ و آزاد میسری

قطعہ کے

غلاموں کا زمانہ ہے وفا مست
قلدر ہوں خودی مست و خدا مست

شہنشاہوں کا عالم ہے جفا مست
مری دنیا نے یہ مست و نہ ود مست !

شمع حرم

یہ باتیں ہو رہی تھیں کل حرم کے رہنے والوں میں
کسی کی زلف جاؤ بھی ہے کیوں ڈار حمی کے بالوں میں
چھپی پھرتی تھی کل جو بخار کے مشکلیں غریب والوں میں
صباحت میں اڑالائی کلوپشہ اکے گاوالوں میں
بڑی انسکٹ ہے میری، کروں گربات کا والوں میں
تجھے نفرت سی ہے ہندوستان والوں کی والوں میں

منا شمع حرم بُت خانہ کونسل میں جا پہنچی
حرم زادی کو آخر کام کیا کونسل کے دھنڈوں سے
یہ لیے پہدا حصل سے کیوں پاہن بکل آئی
یہ کھتی ہے مجھے مشکلیں نسب کیوں لوگ کہتے ہیں !
مرا ہم درس تھا جنوں فرستہ نہیں لندن کا
مٹن چاپ اور کیک و پیسیری مجھ کو پسند آئی !

یہ گوری ذہنیت والی نسب میں گرچہ کامی ہے ا!
مگر اس کا لے مٹن سے گوری باتیں کرنے والی ہے

اُخْلَاقِ تَبَوُّعِي

(از میان عطا محمد حسنا۔ پلاچہ مکھڈی)

دنیا کی کسی بڑی انتی کے سوانح حیات کا مطالعہ کرتے وقت اگر اس کے لئے وائے سچائی اور انصاف سے لکھا ہے تو ہر پڑھنے والا اسے ختم کرنے کے بعد اپنے دل پر اپنے معیار کے مطابق چند تاثرات قبول کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے وہ کام انجام دیا، جو دوسروں کے لئے نامکن تھا۔ آپ نے اس نسلت کو کو روشن کیا جہاں دوسروں کے لئے نامکن تھا۔ آپ سے روشنی کی کرنے لے جاسکے، مگر بعد میں وہ کرن بھی اسی اندھیرے میں کم ہو گئی۔ آپ نے لوگوں کے دلوں کو دین کی روشنی سے منور کیا اور اس وعدہ لاشریک سے ملایا اور صرف اُسی کی عبادت کا حکم دیا، جو تمام عالم کا خالق ہے۔ سب جاندار اور بے جان اُسی کے حکم سے دنیا میں سہتے ہیں۔ فرمی پھر انہیں مٹا دیتا ہے، جو رزاق ہے۔ ہر جاندار کو اُسی کی طرف سے رزق ملتا ہے۔ جو رحمٰن و رحیم ہے۔ آپ نے اس دین کی تعلیم دی جس کے عقائد بہت سلیمانی ہوئے اور انسان ہیں اور جو ہر انسان میں ملک میں صحیح اور درست ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک ایسی شخصیت کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر انسان جس میں ذرہ بھی عقل سلیمانی ہو، خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، کسی قوم سے ہو اور کسی ملک کا باشندہ ہو، کچھ تاثرات قبول کرے گا۔ میں اس چھوٹے سے ہضمون میں وہ سی تاثرات تو بیان ہمیں کر سکتا۔ جو میرے دل پر وار ہوئے۔ البتہ ان کا کچھ حصہ پیش کرتا ہوں۔

سب سے پہلا اثر جو سیرۃ الرسولؐ کے مطالعکے بعد ہوتا ہے، وہ آپ کی مستقل مزاجی اور بہادری تھی۔ خدا نے آپ کو جب اپنے رسول منتخب فرمایا اور آپ نے

اس کا اعلان کیا اور ایک خدا کی عبادت کا حکم دیا۔ تو لوگ بلکہ اپنے قبیلے کے افراد بھی آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ پر اور آپ کے پیروؤں پر طرح طرح کی سختیاں کرنی شروع کر دیں۔ آپ کا اور آپ کے دین کا نماق اُڑاتے، آپ پر پتھر پھینکتے، مگر آپ اپنے کام میں برا بر مسخرول رہے۔ آپ کبھی پیٹ ہو صلد نہیں ہوئے بلکہ ان بختیوں نے آگ پر تیسل کا کام کیا۔ آپ کا جوش و خروش پڑھتا رہا اور برا بر اپنے فرض کو انجام دینے میں مشغول رہے اور سچے دین کی تعلیم دیتے رہے۔ آخر جو بخالقین نے دیکھا کہ یہ سیلاپ نہیں رکتا، بلکہ اور بڑھا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کے سر چشمہ کو ختم کرنے کی سازش کی، یعنی ان لوگوں نے حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپؑ کو ان لوگوں کی سازش کا پتہ چل گیا اور خدا نے آپؑ کو بچایا۔ جس سال ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی کا انتقال ہوا، اسی سال آپؑ تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ طائف والوں نے آپؑ کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ انہوں نے آپؑ کا نماق اُڑایا اور اپنے ہاں کے پتوں اور غنڈوں کو آپؑ کے پیچے کر دیا جہوں نے آپؑ کو پتھر مارے، جس سے آپؑ زخمی ہو گئے اور ہاں سے آپؑ تشریف لے آئے اور آپؑ بہت آزر وہ خاطر ہوئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا آپؑ کے لئے تنگ ہو گئی ہے لیکن اپنے اس فرض کو ہاتھ سے نہ جانے دیا، جو خدا نے آپؑ کے سپرد کیا تھا۔ آپؑ ہم تین اس میں مشغول رہے۔ آخر اسی سال عرب کے ایک گوشے سے آپؑ کو ایسکی ایک کرن پھوٹی نظر آئی۔ یعنی یثرب کے چند لوگ آپؑ پر ایمان لے آئے اور اس طرح آہستہ آہستہ ووگ آپؑ پر ایمان لانا شروع ہو گئے۔ اور آپؑ کی مصیبیں کم ہوئیں۔ کفار بھی اپنی سختیوں کی وجہ سے نادم ہوئے۔

آپؑ کے زمانہ میں جتنی لڑائیاں کفار سے ہٹیں، آپؑ ان میں خود شریک ہوئے، لڑے اور فوج کو لڑایا۔ اس لمحاظ سے آپؑ کو ماہر جنگ، یا پس سالار کہنا یہ جان ہوگا۔ پہنچیں

حضرت سیدنا امام اول خلیفہ رضی اللہ عنہ

(۵)

(از جناب مولوی شیخ محمد یعقوب صاحب افیرس محدث سیاست پیالہ)

فصل چھم

حضرت امام صاحب کے تلامذہ

ام ابوحنین کے درس و تدریس کا دائرہ اس قدر وسیع تھا کہ اپنے وقت کی حیوں و حکومت اُس سے زیادہ وسیع نہ تھیں جا فتاہ الہامی ان شافعی نے ۹۰ شخصوں کے نام بقیدِ شب لکھے ہیں جو امام صاحب کے علماء درس سے مستفید ہوئے کسی استاد یا معلم کے علم و عقل

کا اندازہ اس کے شاگردوں کی حالت و قابلیت سے بھی لکھا جا سکتا ہے۔ اسی عیار کی رو سے بھی حضرت امام صاحب کا درجہ بہت بند اور فتح ہے اور کوئی شخص ان سے بڑھ کر اس فخر کا مستحق نہیں۔ امام صاحب اگر یہ دعوے کرتے تو بالکل بجا تھا کہ ان کے شاگردوں کو اپنے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین اور محدثین کے شیخ اور استاد تھے۔

حضرت امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام تجوید سے ایک باپشتہ علم حاصل کیا ہے (انہیں بیب الاسماء والملفات علامہ نفوی کہا کریم) ترجیح امام تجوید یہ وہی امام محمد ہیں جو امام صاحب کے مشہور کرد ہے اور درس سے بھی بڑے بڑے ائمہ

اور بہادروں کی بہادری کی داد دینے کا نام بہادری ہے اور جو انسان میں یہ صفات پائی جاتی ہوں، اُسے ہم بہادر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ سب صفات نہیاں طور سے ملتی ہیں۔ آپ اگر خود علیہ السلام کے سوانح حیات کا مطالبہ کریں تو آپ بیکھیں گے کہ کفار سختیاں کرتے رہے ہیں ابھلا کتے، اگر خود صرف ارش رہے، کفار نے آپ کی ذاتیات پر بھی عمل کیا اسی نام کی ذاتیات پر جو سب جملہ کیا جاتا ہے، تو پھر وہ تاب نہیں لاسکتا اور ہم غصہ میں سب کچھ کرتا ہے جو اُسے نہیں کہتا چاہیے حقاً مگر آپ کو غصہ نہ آیا بلکہ سجدہ میں آپ نے یہ فرمایا کہ لوگوں کو جھوٹی اور ہیں نہیں پھیلانی چاہیں۔ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

غضہ نہ کرنے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مخالفین کا مٹتہ خود بخوبی جو جاتا ہے کوئی نکھل گھون تو یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی چیز پیدا کی جائے جس سے مجھے اُسے غصہ آئے اور وہ بھی کچھ کہے اور اس طرح انکو کچھ اور سپنے کا موقعتے میں گھبب وہ دیکھتے ہیں کہ ہماری اس تجویزی سے اپر کچھ اثر نہیں ہوا تو پھر وہ

(باقیہ از صفحہ ۲)

جنگ جنین میں جب آپ کی فوج ایک دادی میں گھر گئی اور کتنا فوج کے تیر اندازوں نے پہاڑی ہیسے تیراس زور سے بر سارے شروع کے درجے پر چھٹا شروع ہو گیا۔ اسلامی فوج تیروں کی تباہ نہ لا کر چیخے ہٹنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب دیکھا کہ فوج چیخے ہٹ رہی ہے اور قریب ہے کہ شکست ہو جائے اپ نے ذرا اپنا گھوڑا آگے بڑھا دیا اور فرمایا "انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" فوج نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑھے جا رہے ہیں تو فوج کی تباہ بندھی اور وہ بھی آگے بڑھی۔ تیروں کا مقابلہ کرتے ہوئے فوج دشمن پر جا پڑی۔ دشمن مقابلہ کی تاب نہ لا کر ہاگ کھڑے ہوئے اور سلطان نظر و منصور تو۔

بہادری کسی کو پہنچا دینے کا نام نہیں، بلکہ غصہ پر قابو یا اور مصیبتوں کا خنہ پیشانی سے مقابلہ کرنا۔ دمکھی دلوں کی تسلی و تشفی کرنے

شرک ہوتے اور ان کی شاگردی پر خواستے۔ اکثر مسائل میں امام صاحب ہی کی تقاضی کرتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ:-

”قد اخذت بالکل ثرا تو واله“ (یعنی ہم نے ابوحنیفہ کے اکثر اقوال اخذ کئے)

۱۲ صدیقین پسیا ہوئے اور ۱۹۰ھ میں بتحام بصرہ دنپاٹی۔

۲- عبد اللہ بن المبارک [حدث نوی کے تہذیب الاسماء و اللئات میں ان کا ذکر این لفظوں

میں کیا ہے۔]

”وہ امام حسین کی امامت پر ہر را بیں عوام اجماع کیا گیا ہے جس کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوئی ہے۔ جس کی محبت سے مفترض کی ایمید کی جا سکتی ہے۔“
حدیث میں ان کے تہذیب کا اندمازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حدیثین ان کو میر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے پھارتے تھے ایک حق پر ان کے ایک شاگرد نے خطاب کیا کہ یا عالم الرشراق۔ امام ابوسفیان نوی جو مشہور حدیث ہیں ہو وجود تھے پوئے کہ ”کیا غضب ہے عالم مشرقِ کہتے ہو، وہ عالم المشرق دالمغرب دما بینہما میں“ (تہذیب الاسماء و اللئات علامہ نوی)

۱۳- احمد بن حنبل کا قول ہے کہ عبد اللہ بن المبارک کے زمانہ میں ان سے پڑھ کر کسی نے حدیث کی تحصیل میں کوشش نہیں کی۔ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے حدیث سیکھی جن میں سے ہزار سے روایت کی صحیح بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے سیکنڈوں احادیث مردی ہیں۔ ان کے فضل و کمال اور زہد و تقویے کا لوگوں پر یہ اثر تھا کہ پڑے اور اسلامیین کو ذہر تہذیب حاصل نہ تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید آذگیا۔ اس زمانہ میں عبد اللہ بن المبارک بھی وہاں سیئے۔ ان کی آمد کی خبر سن کر لوگ ہر طرف سے دوڑے اور پڑی بھائی کرشکاش ہوئی۔ ہزاروں آدمی ساتھ ہوئے اور ہر طرف گرد ۱۴- خلاصہ تہذیب تہذیب الکمال ترجمہ عبد اللہ بن المبارک۔

ہیں، وہیں کی قام عمر امام صاحبؑ کی حمایت میں بسر ہوئی۔ امام صاحبؑ کے زمانہ میں جو منہاجی علوم نہیں اور دوستی پر تھے اور حدیث، فقہ اور احادیث الرجال تھے جیسا کہ قابلِ حاضر ہے کہ چون لوگ ان امور کے ارکان تھے، وہ امام صاحب ہی کے شاگرد تھے۔ اور شاگرد بھی برائے نام نہیں، بلکہ تقلیل امام صاحبؑ کی محبت میں رہے اور اپنے کے فیضِ محبت سے آسمان علم پر ستارے پنکھ کے۔

ذیل میں حضرت امام صاحبؑ کے چند تلاذہ حدیث و فقہ کا حال حضرت مسیح کیا جاتا ہے۔ ان شاگردوں کے حالات سے استفادہ کی قدر و میزالت در تربیۃ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱- محمد بن حنبل

اف رجال کا سلسلہ اہمی سے شروع ایم حنبل بن سعید العطیان [ہوا چنانچہ علامہ ذہبی میزان العقول کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:-

بعد ان کے شاگردوں سعید بن معین، علی بن المیتی، امام احمد بن حنبل، عمرو بن علی الفلاس، ابو حیانہ نے اور فتن میں غنیمہ کی۔ اور ان کے بعد ان کے شاگردوں یعنی امام بخاری و مسلم وغیرہ نے۔

حدیث میں ان کا یہ پایہ تھا اذگیا، احمد بن حنبل، علی بن المیتی وغیرہ مودب کھڑے ہو کر ان سے حدیث کی تحقیق کرتے اور نماز عصر کے بعد مغرب تک ہو ان کے دریں کا وقت تھا، یہ اپر کھڑے رہتے۔ راویوں کی تحقیق و تعمیہ میں یہ کمال پیدا کیا تھا اذگیا حدیث عوامہ الہا کرتے کہ سعید بن حنبل کو چھوڑ دیں گے، ہم بھی چھوڑ دیں گے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن حنبل کا مثل نہیں دیکھا۔ اس فضل و کمال کے ساتھ امام ابو حنیفہؓ کے حلقة درس میں آکر

ملہ تمعن الحدیث و یوہ اہم ترجمہ تہذیب تہذیب حافظ ابن حجر ترجمہ سعید بن حنبل کے تہذیب تہذیب حافظ ابن حجر تہذیب تہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی، ترجمہ ابوحنیفہؓ۔

تھے۔ ان میں منصب قضا پر ممتاز تھے۔ وہیں ۱۸۲ شمسی میں بھر ۴۵ سال وفات پائی۔

۲۲۔ وکیع بن الجراح فن حدیث کے اسکان میں شمار کئے جاتے ہیں۔ امام احمد بن حبیل کو ان

کی شاگردی پر فخر تھا۔ چنانچہ جب وہ ان کی روایت سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، تو ان لفظوں سے شروع کرتے تھے کہ یہ حدیث مجھ سے اُس شخص نے روایت کی ہے کہ تیری آنکھوں نے اس کا مشیل دیکھا ہو گا۔

یحییٰ بن معین جوفن رجال کے ایک رونگ خیال کے مجاہتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا۔ جس کو وکیع پر ترجیح دو۔ اکثر ائمہ حدیث نے ان کی شان میں اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے اکثر حدیثیں مذکور ہیں۔ فن حدیث اور رجال کے متعلق ان کی روایات اور ایسیں نہایت مستند خیال کی جاتی ہیں۔

یہ امام ابوحنیفہ رضی کے شاگرد خاص تھے اور ان سے بہت سی حدیثیں سنبھلیں۔ اکثر مسائل میں امام صاحب کی تقلید کرتے تھے اور انہی کے قول کے مطابق فتواء دیتے تھے۔ خلیف بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور علامہ ذہبی نے تذكرة الحفاظ میں اس کی تصدیق کی ہے۔ ۱۹۶ شمسی میں فات پائی۔

۲۳۔ یحییٰ بن ہارون پڑے پڑے ائمہ حدیث ان کے شاگرد تھے۔ امام احمد بن حبیل، علی بن المدینی، یحییٰ بن معین،

ابن ابی شیبہ وغیرہ نے ان کے سلسلہ زادے شاگردی کیا ہے۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ ان کے تلامذہ کا شمار نہیں ہو سکتا یحییٰ بن ابی طالب کا بیان ہے کہ میں ایک پار ان کے حلقة درس میں شریک تھا۔ لوگ تخفیہ کرتے تھے کہ حاضرین کی تعداد کم و بیش ستر ہزار تھی۔ (تہذیب الامما واللغات نووی)

گہ تہذیب الامما واللغات علامہ نووی ترجیح وکیع۔ گہ تہذیب الامما واللغات۔

چھائی۔ ہارون الرشید کی ایک حرم نے عرصہ تک پہنچا دیکھ کر حریت سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا جو اس کا عالم آیا ہے جس کا نام عبد اللہ بن المبارک ہے۔ بولی تحقیقت میں سلطنت اس کا نام ہے! ہارون الرشید کی حکومت بھی کوئی حکومت ہے کہ پولیس اور پا ہیوں کے بغیر ایک آدمی بھی حاضر نہیں ہو سکتا بلکہ

یہ امام ابوحنیفہ رضی کے مشہور شاگردوں میں ہیں اور امام حسن سے ان کو خاص خلوص تھا۔ ان کا عறاف تھا کہ مجھے جو کچھ حاصل ہٹا، وہ امام ابوحنیفہ رضی اور سفیان ثوری کے فیض سے حاصل ہٹوا۔ ان کا مشہور قول ہے کہ:-

”اگر اشد تعالیٰ نے اب حنیفہ رضی اور سفیان ثوری کے ذریعہ میری دستیگری نہ کی ہوتی، تو میں ایک عالی آدمی سے بڑھکر نہ ہوتا۔“

۱۸۱ شمسی میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ شمسی میں وفات پائی۔

۲۴۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ مشہور حدیث تھے۔ علامہ ذہبی نے تذكرة الحفاظ میں صرف ان لوگوں کا تذکرہ لکھا ہے۔ جو حافظ الحدیث کہلاتے تھے۔ چنانچہ یحییٰ کو یہی ان میں داخل کیا ہے اور ان کے طبق میں اول انہی کا نام لکھا ہے۔ علی بن المدینی جامام بخاری کے استاد ہیں، کہا کرتے تھے کہ یحییٰ کے زمانہ میں یحییٰ پر علم کا خاتم ہو گیا۔ صحاح ستہ میں ان کی بہت سی روایتیں ہیں۔ حدیث و نقہ دونوں میں کمال رکھتے تھے۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں ان کا ذکر کیا۔ الفاظ سے شروع کیا ہے:-

”احد الفقهاء الکبار والحمد لله تبارک اللہ تعالیٰ کا اثبات“

یہ امام ابوحنیفہ رضی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مد تک ان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ علامہ ذہبی نے ان کو صاحب ابوحنیفہ کا لقب دیا۔ تدوین فقہ میں امام صاحب کے شرکیم ملہ تاریخ ابن قلنکان تیرمیز عبد اللہ بن المبارک۔ ملہ تہذیب التہذیب یا غافل

ابن حجر ترجیح امام ابوحنیفہ۔ ملہ میزان الاعتدال علامہ ذہبی ترجیح یحییٰ۔

کثیر حديث میں لوگ ان کی مشاہد دیتے تھے بخداں کا بیان ہے کہ مجھے بین ہزار حدیثیں یاد ہیں (حوالہ ایضاً) علی بن المديتی استاداً میں بخاری و مسلم میں ان کی رتوت سے بہت سی حدیثیں مردی ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ ان کی توثیق پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔ نہایت پارسا و متوسع تھے۔ اور روایت ہے کہ ایک دفتر شعبہ نے قسم کھالی تھی کہ میں حدیث روایت نہیں کروں گا۔ کیونکہ وہ بڑے محدث تھے اور ان سے ہزاروں طلبہ مستفید ہوتے تھے۔ اس لئے لوگوں کو تشوشیں ہوئی۔ ابو عاصم نے چار کوئں سے کہا کہ میں اپنا غلام آپ کی فرم کے کفارہ میں آزاد کرتا ہوں۔ آپ قسم قوڑ دیں اور حدیث کا درس دیں۔ شعبہ کو ان کے شوق اور ہمت پر تجویز ہوا۔ اور فرمایا کہ انت نبیل۔ تم بڑے بزرگ و سربرا آورده ہو۔ اس وقت سے یہ لقب شہور ہو گیا (ابو عاصم المضیہ ترجیح ابو عاصم) یہ بھی امام صاحب کے محضن شاگردوں میں تھے (ابو عاصم المضیہ) خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک وفعہ کسی نے ان سے پوچھا کہ سفیان ثوری زیادہ فقیہ ہیں یا ابی حنفیہ؟ جواب کہ موادہ تو ان چیزوں میں ہوتا ہے، جو ایک دوسری سے متصل جلتی ہوں۔ ابو حنفیہ نے فقیہ کیا بتیا ڈالی اور سفیان صرف فقیہ ہیں۔ ۲۱۲

۲۱۳ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۴ میں وفات پائی۔
فُنْ حَدِيثٍ مِّنْ إِنْ كَوَايْمَ إِلَوْصِيفَهُ مَسْتَعِنًا بِتَلْذِنَ تَحْمَا (علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ) مدت سیکام صاحب کی صحبت ہیں رہے۔ اور ان کا قول ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں کی صحبت اٹھائی مگر ابو حنفیہ نے بڑھکر کسی کو نہیں پایا۔ (تہذیب الکمال)

۴- حفص بن عیاث | بقادری نے ان کو کثیر الحدیث لکھا ہے اور علامہ ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کیا۔ امام احمد بن حنبل، علی بن المدینی وغیرہ نے ان سے حدیثیں رائیت کی ہیں۔ ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد تین یا چار ہزار ہے (میزان الاعتدال)، یہ امام صاحب کے اشتناقہ میں سے ہیں جن شاگردوں کے قرب و خلوص کی بنا پر امام صاحب فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے ول کی تکمیل اوپریے علم کے مثاثے والے ہو۔ ان میں حفص بھی ہیں۔ تاریخ بغداد میں بھی ان کی نسبت لکھا ہے کہ امام ابو حنفیہ نے شہور شاگردوں میں تھے۔ مدت تک تعلقات دنیوی سے بیزار رہے۔ ۲۱۴ میں ہارون الرشید نے ان کو خدمت قضا پروردی۔ قرض سے زیر بار ہونے کی وجہ سے مجبوڑا قبول کی۔ قاضی ابو یوسف ان دونوں قاضی القضاۃ تھے اور قضا کا تمام سرگشته ان کے زیر اہتمام تھا جوں کہ ہارون الرشید نے ان کا تقریر بغیر اطلاع قاضی ابو یوسف کے کیا تھا۔ اس لئے انہوں نے حسن بن زیاد سے کہا کہ حفص کے فیصلوں کو غور۔ سے دیکھنا چاہیے لیکن جب ان کے فیصلے دیکھے تو اعتراف کیا کہ حفص کے ساتھ تائید الہی ہے۔

۵- عبد الرزاق بن همام | ان لفظوں سے شروع کیا ہے۔ احمد الاعلام المنشقات بہت بڑے نامور محدث تھے۔ صحیح بخاری و مسلم ان کی روایتوں سے مالا مال ہیں۔ امام احمد حنبل سے کسی نے پوچھا کہ ان سے بڑھکر حدیث کی رتوت میں کسی کو دیکھا؟ جواب دیا کہ نہیں۔ بڑے بڑے المہ مشائی سفیان بن عینیہ، سیجی بن معین، علی بن المدینی، امام احمد بن حديث میں ان کے شاگرد تھے۔ دور دور سے لوگ صرف حدیث سیکھنے ان کے پاس آتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض کا قول ہے

مستفید ہوئے ہیں۔

بِ فَهْمٍ

ا-قاضی ابویوسف [ان کی شان و منزلت محتاج بیان نہیں۔ امام صاحب کے شاگرد رشیدی ہیں۔]

خلافے وقت نے ان کو منصب قضاۓ پر مقرر کیا۔ فقة کر علاوه احادیث کے حفاظت میں شمار ہوتے تھے۔ بمالات علمی میں اپنی آپ ہی نظر تھے۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ کان منصفاً فی الحدیث۔ یحییٰ بن معین امام احمد بن حنبل اور بہت سے ائمہ حدیث نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ فقة حنفی ہیں متعدد کتابوں کے مصنفوں ہیں۔ ۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

۲- امام محمد بن الحسن الشیعیانی [فقة حنفی کے دوسرے بازو ہیں۔ ۱۸۳ھ میں

پیدا ہوئے۔ مسخر بن کدام، امام سفیان ثوری، مالک بن دینار، امام او زاعی وغیرہ سے احادیث روایت کیں۔ دو سال تک امام ابوحنیفہ کی خدمت میں رہے۔ امام صاحب کے بعد قاضی ابویوسفؓ سے بقیہ تحریصیل کی۔ پھر مدینہ منورہ کے اور تین برس تک امام مالکؓ سے حدیث پڑھتے رہے۔ ہارون الرشید نے ان کو بھی منصب قضاۓ پر مقرر کیا۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ آپ کی شہرت گو زیادہ فقة میں ہے۔ لیکن حدیث، تفسیر اور ادب میں بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ امام شافعیؓ ان کے شاگرد ہیں جن کا قول ہے کہ میں نے قرآن مجید کا عالم امام محمدؓ سے پڑھ کر نہیں دیکھا۔ حدیث میں ان کی کتابیہ موطا مشورہ ہے۔ کتاب الحجہ (ہر المضیب) حدیث میں ان کی کتابیہ موطا مشورہ ہے۔ اس میں اکثر حدیثیں روایت کی ہیں اور متعدد مسائل میں جو شیعی ادعاء کے ساتھ کہا ہے کہ:-

"مریئہ والوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حدیث کے پروہد ہیں،"

حالانکہ ان مسائل میں صحیح ان کے خلاف حدیث موجود ہے۔"

اماً شافعیؓ کا قول ہے کہ امام محمدؓ جب کیئی سلسہ بیان ثابت تھے۔ تو معلوم ہوتا تھا کہ وحی اُندر ہی ہے۔ ان ہی امام کا قول ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے پاس اس قدر دُور و راز مسافین طے کر کے لوگ نہیں گئے۔ حدیث میں انہی صنیعین صنیفین جامع عبد الرزاق کے نام سے مشہور ہے۔ امام بخاری نے اعتراف کیا ہے کہ میں اس کتاب سے مستفید ہوا ہوں۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس کتاب کو "علم کا خزانہ" لکھا ہے۔

ان کو علم حدیث میں امام ابوحنیفہؓ سے تلمذ تھا۔ عقود ایجاد کے مختلف مقامات سے ثابت ہے کہ امام کی صحبت میں زیادہ رہے۔ ان کا قول ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہؓ سے پڑھ کر کسی کو حلیم نہیں دیکھا۔ ۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ میں انتقال کیا۔

۳- داؤد الطافی [خدا نے عجیب حسن قبول دبا تھا جسوفیار انکو بہت بڑا مرشد کامل مانتے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ان کے مقالات عالیہ مذکور ہیں۔ فقهاء اور حصوص فہمیتے حنفیہ ان کے تفقہ اور اجتہاد کے قائل ہیں۔ محدثین نے ان کو ترقی بلانزلع لکھا ہے۔ محارب بن دثار مشہور محدث کہا کرتے تھے کہ داؤد اگر پہلے زمانہ میں ہوئے ہوتے تو قیامتی قرآن مجید میں ان کا قصہ بیان فرماتا۔ (تاییخ ابن خلقان)

یہ امام ابوحنیفہؓ کے مشہور شاگرد ہیں۔ خطیب بنندادی، ابن خلقان، علامہ ذہبی اور دیگر محدثین نے جہاں ان کے حالات لکھے ہیں۔ وہاں امام صاحب کی شاگردی کا بھی خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ تدوین فقة میں امام صاحب کے شریک اور اس مجلس کے معزز زمبر لمحے ۱۴۰ھ میں وفات پائی۔

ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی بہت سے نامور محدثین مثلاً فضل بن دکین، حمزہ بن جبیب الزیارت، ابراہیم بن طحان، سعید بن اوس، عمر بن میمون، فضیل بن موٹے وغیرہ امام صاحب کے تلامذہ میں داخل ہیں، لیکن یہاں صرف ان خاص تلامذہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مذکور امام صاحب کی صحبت سے

لہ میزان الاعتدال ذہبی۔

روایت کی ہے اور حبیث بن معین نے ان کو شفہ کہا ہے بغداد میں منصب قضاپی مأمور تھے بـ ۱۸۱ھ میں انتقال کیا۔

۶- علی بن المسیر فن حدیث، امام اعش وہشام بن عروہ سے حاصل کیا تھا۔ امام بخاری و مسلم نے

ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل ان کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ کی تصنیفات سے ہنری کے ذریعہ اطلاع حاصل کی۔ موصول کے قاضی تھے بـ ۱۸۹ھ میں انتقال کیا۔ (ابجاہر المضیہ)

۷- عاقیب بن زید ابوحنیفہ مجلس تصنیف میں فرمایا کرتے تھے کہ جب تک عاقیب نہ آچکیں کسی سلسلہ کو قلمبند نہ کرو۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ کان من خیاس القصناۃ۔

۸- جہان کثیر الروایت تھے۔ ابن ماجہ میں ان کی روایت سے متعدد احادیث مردی ہیں۔ امام ابوحنیفہ ان کی وقت حفظ کے بہت متلاح تھے بـ ۲۱۴ھ میں وفات پائی۔

۹- مندل عروہ، عبد الملک بن عمر، عاصم احول اور امام ابوحنیفہ نے سے حدیثیں روایت کیں۔ نہایت متورع اور پرہیز کا تھے بـ ۱۴۸ھ میں انتقال کیا۔ یہ حضرات الگھڑ ریز عنوان فتحیاء درج کئے گئے ہیں، لیکن علاوہ فقیہ ہونے کے محنت بھی تھے اور سب حضرت ابوحنیفہ رضی کے شاگرد تھے۔ (باقي آئندہ)

۱۰- سرخ زستان یہاں تک پہل کاشان آنحضرت ایلان شیل الاسلام کی طلاق پیلئے لگایا جا رہا ہے جیکے سالانہ چندہ کی میعاد اگست و ستمبر کے رسالہ نئکشم ہو گئی ہے۔ ان حضرات در غاستے، کرسال کا آئندہ سالانہ چندہ میرے نام جلد انبعلدار سال کے شکریہ کا موقعہ دیں اور الگھڑ کی وجہ سے خریداری مندور ہو تو کہاں فرست میں اس کی طلاق را قم کنما بندی پوٹ کا رذہ بھیجن۔

(مشی غلام عین مجرس لـ "شمس الاسلام" جامع مسجد بیہرو۔ صفحہ شاہ پر (بچاپ)

کہ "میں نے امام محمد سے ایک بار یہ شتر کے برابر علم حاصل کیا" امام احمد بن حنبل سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے یہ حقیقت مسائل کہاں سے حاصل کئے؟ فرمایا کہ محمد بن الحسن کی کتابوں سے (حدیث نووی۔ تہذیب الانسان و اللغات) حافظ ابن حجر امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:-

"کان محمد بن الحسن جید المزنۃ عند الخلیفة فاختلفتُ الیہ و قلتُ هو اولیٰ من جمیة الفقهاء فلزمته دکتبت عنه"

(قولی الناسیں بطبعی عصر)

۱۱- امام زفر پہلے تحصیل حدیث کی طرف مائل رہے جیسا کہ علامہ نووی نے تہذیب اللغات میں صریح کی ہے پھر فقة کی طرف توجہ کی۔ محبی بن معین جو فن حرج و تغییل کے امام ہیں۔ ان کا قول ہے کہ:-

"نَهْرُ فِرَصَاحِ الْوَاعِيِّ ثَقَةُ مَامُوشٍ"

امام ابوحنیفہ رضیان کو اپنی اصحابی فرمایا کرتے تھے۔ تااضنی بھی رہے۔ بـ ۱۳۷ھ میں پیدا ہوتے اور ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔

۱۲- قاسم بن معن سے کے مصنفوں نے ان سے روایت کی ہے۔ اگرچہ حدیث و فقہ میں بھی کمال رکھتے تھے لیکن عربیت اور ادب میں بے نظر تھے۔ امام محمد رضیان کی خدمت میں استفادہ کی نظر سے حاضر ہوتے تھے۔ خلیفہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا۔ محبور اقبال کیا۔ مگر تxonہ نہیں لیتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی کے خاص شاگردوں میں سے تھے بـ ۱۴۵ھ میں وفات پائی۔

۱۳- اسد بن عمرو یہ پہلے شخص ہیں جن کو امام ابوحنیفہ رضی کی مجلس تصنیفیں تحریر کا کام پروردہ ہوا۔ بہت بڑے رتبہ کے آدمی تھے۔ امام احمد بن حنبل نے ان سے تہذیب الانسان و اللغات نووی۔

ملحق صحابہ رضی اللہ عنہم

(۲)

(از صاحبہزادہ خلاد مدرسٹ لکھنؤ نامی لاہور)

عثمان رضے ۵

ہر بُنی کا ایک ہوتا ہے رفیق
او مر راحت میں عثمان، شفیق (نامی)

(۲۶) مَاعْلَى عَثَمَانَ مَا عَلِلَ بَعْدَ هُذِهِ يَعْنِي جُنُب عُسْرَتِ
کی تیاری کے لئے جب تیوں وفعہ حضرت عثمان نے سامان
دینے کے اعلان میں سبقت کی او دین سو ادھر اخلاس
(چنوں) اور اقتاب (پال انوں) سمیت پیش کئے۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ فرمایا کہ اگر عثمان نہ اس نیکی کے بعد
فرضًا کوئی فعل کرنے پڑیے تو یہ نیکی اس کام کا کفارہ ہو جائے گی۔
یعنی اُسے کوئی گرفت نہ ہوگی۔ دوسری حدیث میں یوں وارد ہے
مَاضِ عَثَمَانَ مَا عَلِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ يَعْنِي عَثَمَانَ مَأْجَ
کے بعد جو کام بھی کرے اسے کچھ ضرر نہیں (حصہ) نے یہ اُس
وقت کر فرمایا۔ جب حضرت عثمان رضے نے اسی شکر کے لئے
ہزار دینار دیئے ہے

جب غنیٰ نے فوجِ اسلامی کی تنگی دو رکی
مَاعْلَى عَثَمَانَ مَا عَلِلَ کی خوشخبری ملی
اکھرِ محترم نے مَاضِ عَثَمَانَ عکھ کیا

عین نیکی بھے عمل ہر ایک بہ عثمان نہ کا (نامی)

(۲۷) أَمْبَثْتُ أَحَدْ فِي مَا عَنِتَكَ بُنْجَى وَصِيدِيْقَ وَ
شَهِيدَيْدَانِ یعنی حضور افسوس کم ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضے و عمر رضے
او عثمان رضے کے ساتھ کوہِ احمد پر چڑھے اور وہ سخت ہلنے لگا۔
حضور صلم نے اسے ایڑی مار کر فرمایا "اے احمد! کیوں ہلتا ہے
تھم جا! تھج پر بُنی، صدیق، اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں

متافق عثمان ذوالتویرین رضی اللہ عنہم

(۲۸) يَا عَثَمَانَ أَتَتَهُ الْعَلَى اللَّهُ يُقْمِدُكَ فَمِنْهُ
فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلُعْهُ لِمَهْمُ یعنی اے
عثمان رضے اب ہمیں خدا تعالیٰ نے قیص خلافت پہنائے گا پس اگر
وگ خلع کا مطالبہ کریں، تو قیص خلافت نہ آتا رہا۔

عین از جان تھا ان کو رسول اللہ کا فرمان (نامی)
رہے قائم خلافت پر فداء عثمان نہ لے گی جان

(۲۹) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدِئُ
أَيْمَنِي هَذِهِ يَدُ عَثَمَانَ فَغَرَبَ بِمَا عَلِلَ يَدِهِ وَقُتِلَ
هَذِهِ بِلِعْنَةِ يَعْنِي جب رسول اللہ صلم نے حضرت عثمان
کو صدمتی سے اپنا سفیر بتا کر لے بھیجا اور شہور ہوا اک دہان شہید
کر دینے کئے، تو ان کا انتقام لینے کے لئے حکم بیعت ہوا۔

یہ بیعتِ خوان کے نام سے قرآن میں مذکور ہے۔ اس میں
رسول اللہ صلم نے اپنے دویں ہاتھ کو حضرت عثمان نہ کا امام
قرد دیتے ہوئے اس پر اپنا بایاں ہاتھ رکھا اور فرمایا، عثمان رضے
کی طرف سے ہے ۵

بنی نے ہاتھ اپنے کو کہا یہ دستِ عثمان ہے
یہ اللہ کی عزت پائی عثمان نے پیری سے

یہ اس میں راز تھا مضم کہ بیعت دستِ عثمان پر

سمجھیں مومن ایسی جیسے بیعت کی پیری سے

(۳۰) لِكُلِّ بُنْجَى رَفِيقَ وَرَفِيقَ (یعنی فی الجنة) عَثَمَانَ

یعنی ہر بُنی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میر رفیق دجت میں

(۲۵) مَنْ كُنْتُ مَوْلَأً فَعَلَيَّ مَوْلَأٌ وَمَنْ كَانَ مَكْوَبًا فَكَانَ لَهُ مَكْوَبًا۔ یعنی جن کا دوتہ میں ہوں، علی ہے جسی اس کا دوست ہے س

ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ جسی بیٹی کے دوست تھے ان سے علی ہے کو جیت تھی (نامی) قیز فرمایا۔ ائمۃ ہیئتیہ و ائمۃ بنیتیہ اے علی ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجویز ہوں س

تو مجھ سے ہے میں تجویز ہے ہوں تو میں تو ہوا نسب و محنت نے علی ہے اب ہم دونوں کو ایک کر دیا (نامی) تاکہ نہ کوید بجد ازیم دیگری

(۲۶) يَنِيكَ مَثُلٌ مِنْ عِنْدِي أَتَقْضِيَ إِيمَانَكُمْ سَخْتَ بِهِتَّوْ أَمْتَهُ وَأَجْحَسْتَ النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ آتَنُوكُمْ بِالْمَذْلَةِ الَّتِي لَيَسَّرْ لَهُ۔ یعنی اے علی ہے ایسا تیری مثال یعنی می کی کی ہے۔ یہود نے ان سے دشمنی کی اور ان کی والدہ پر بہتان بننا اور نصاری نے محبت میں یہاں تک نلوکیا کر انھیں ایسے درجے پر کھینچ کر لا بھایا۔ جو ان کا نہ تھا۔ یعنی خدا اور خدا کا بھائی بنادیا ہے

خوارج یہود اور وہ فضل نصاری
بڑھائیں لھٹائیں بزدگوں کا دھون
سمدر میں افراط و تفریط کے ہے
انہوں نے مسخ علی ہے کو بھایا
فقط الہستہ ہیں اور سلطنت پر
وہ ہیں دل سے قوبہ ستار صحابہؓ (نامی)

دیگر صحابہ کرامؓ کے مناقب!

(۲۷) إِنَّ يُكَلِّنَ نَبِيَّ حَوَارِيَّاً وَ حَوَارِيَّ الشَّمَبِيَّاً۔ یعنی شیخنی ہر بھی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میر حواری (مخض و مدگار) زیرِ نیجے ہے س

زیرِ نیجے سے رسول خدا رہے خورستہ وہ تھے حضورؐ کی پھوپھی صحفیہ کے فرزند (نامی)

۵ شیخنی صحابہؓ کے حق میں کہا
بیٹی ہے احمد پر یہ قول سید
ابو بکرؓ حدیق ہیں باعیضیں!
عمرؓ و عثمانؓ ہیں دونوں شہید (نامی)

ایک دوسرے موقع پر جلد آپ حجا پڑھے اور علاءہ چاریار
لبمار غیر کے طلورہ از پیرہ اور سعد بن جبی تھے تو آپؓ نے
جنہیں کوہ پر فرمایا کہ شیر جا! تجویز پر بیٹی، صدیقؓ خود شہید ہی
تو ہیں۔ اسیں چچ کی شہادت کی پیشگوئی ہے۔

متلعق حضرت علی اسد اللہ الفالب رضی اللہ عنہ

(۲۸) أَنْتَ مِنِيْ إِنْكَلِيلَةَ هَارُونَ وَ مِنْ مُنْهِيْ إِلَّا
أَنْهُ لَا يُنْهَى بَعْدِيْ۔ یعنی جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غزوہ چوک پر جاتے ہوئے حضرت علی ہے کو مدینہ میں پھوپھی اور
عمر قلن کے دریان چھوڑ گئے تو آپؓ نے سمجھا کہ نجسے ناکارہ
سمکھ کر جہاد میں نہیں لے گئے۔ یہ سن کر حضورؐ الور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ اے علی ہے ایسا تیری اور میری مثال موٹی اور ہارونؐ می کی کی
سہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارونؐ نبی تھے اور ہیرے بعد کوئی
نبی نہیں۔ ۱۰ موسیٰؑ کوہ طور پر جاتے ہوئے اپنے جانی ہارونؐ
کو قوم میں چھوڑ گئے تھے جھنورا کو رامپنے عمرزاد علی ہے کو چھوڑ گئے
اس سے نہ ہارونؐ کی طلاق تثبت ہے نہ علی ہے کی حضرت
ہارونؐ حضرت موسیٰؑ سے چالیس سال پہلے فوت ہوئے۔
حضرت علی ہے کے ذمے صرف بچپن اور عمر قلن کی نگرانی تھی۔
اماہت پر اب ان ایم مکتوم ماہور تھے س

طور پر موٹے چڑھے ہاروں کی نیچے چھوڑ کر
صھٹپے آگے بڑھ جید ڈکوچھے چھوڑ کر
ددوں کو سوپنی گئی نسکانی پس ماند کاں
کس قد سمجھے گئے ہر دو داہیں لے ہڑاں
بعد موسیٰؑ تھے خلیفہ وہ نہ یہ بسید نبی
عاصی ڈیوٹی خرگیری کی دوں کو ملی (نامی)

سعدین ابی و قاص نہ جلتی ہیں۔ سعید بن زید نہ جلتی ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح نہ جلتی ہیں۔

وَمِنْ وَهَقْطَنِيْ جَلْتَنِيْ أَخَابُ وَخَيْرُ الْمُسْلِمِينَ

خدشت دیں سے ہے گویا بکھر جنت زخمیں

ہیں وہ بوئکر و عرب طعمان نہ وحیدہ اور زیر

بو عبیدہ سعید طلحہ عبید الرحمن و سعید (نامی)

(۴۳) أَتَرْحُمُ أَمْتَقْتَنِيْ يَا مَتْقَتَنِيْ أَبُوْ يَكْرَدُ أَشَدَّ هَمْوَهُ

فِيْ أَمْرِ اللَّهِ عُمْرًا وَأَصْدَقُهُ حَيَاةً عَمَانَ وَأَفْرَادَ

ثَرِيدًا إِنْ شَاءَتْ وَأَقْرَأَهُمْ رَبِّيْ أَنْ كَعْبَ أَخْلَهُمْ

بِالْحَلَوِيْ وَالْحَرَاجِ مَعَادِيْنْ بَجَلِ وَلِكِلِّ مَمْتَهَيْ أَمِينِ

وَأَمِينِ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عَبِيدَةَ أَنْ الْجَرَاجِ

(ایک دوسری حدیث میں ہے) فَأَقْضَنَا هُنُوكَ عَلَيْنَا

یعنی میری امت میں امت پرسب سے زیادہ رسمیم ابویکر

ہیں، فران الہی میں سختی سے عامل عمرہ ہیں یعنی

زیادہ صادق حجاد عثمان نہ ہیں۔ علم دراثت کے سب

سے زیادہ عالم زید بن ثابت نہ ہیں۔ سب سے زیادہ شدہ

قاری قرآن ابی بن کعب نہ اور علال حرام کاسب سے زیادہ علم

سکھنے والے معاذ بن جبل نہ ہیں۔ ہر امت کا ایک امین ہوتا

ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح نہ ہیں (اور

مطابق حدیث دیگر) سب سے عمدہ قاضی علی نہ ہیں میں سے

جو صحابہ میں ہیں اتنی خوبیاں آتی نظر

یہ رسول اللہ کی ہے پاکیزہ صحبت کا اثر

(۴۴) هُنَّ مَرْثَةٌ أَنْ تَنْظُرُ إِلَى شَهِيدٍ تَمْشِيْ عَلَى

وَجْهِهِ الْأَمْرِ هُنَّ قَدِيمَنَظَرٍ إِلَى طَلْحَةَ أَبْنِ عَبِيدِ اللَّهِ

یعنی جو شخص شہید کو زین پہنچنے پڑتے دیکھ کر خوش ہونا

چاہے وہ طلبون عبید اللہ کو دیکھ لے۔

امد میں حبیم شاہ اچھلنی کنادست بارک بھی

ہوئے سیدنا سپر طکرہ نبی پر جان قربان کی

بشدت پائی جنت کی شہادت کا بلا مردہ (نامی)

عطائی سپر طکرہ کو مولانا سرفرازی (نامی)

(۴۵) يَا سَعِدَ أَبِيْرَمْ فَدَ الَّكَ أَبِيْرَمْ وَأَبِيْرَمْ يَعْنِي
حنور اور صلم نے غردو احمد میں جیکہ سعدین ابی و قاص

جو آپ کے ماموں لگتے تھے اور جن کے حق میں آپ نے

فرمایا تھا کہ یہ میرے ماوں ہیں، کوئی میسا ماوں تو لاۓ

کافروں کو نشانہ تبریز نہ ہے تھے، تو حنور نے فرمایا کہ

سعدنا تجوہ پر میرے ماں باپ قربان، تیر مارے جا! "سعد"

کے حق میں حنور نے دھا فرمائی تھی کہ خدا یا اس کو قادر نہ لازم

اور مستجاب الدعا نہ پنادے۔ اس نے آپ پر رضا کی دعا اور تکر

کاشناہ ہمیشہ برہف رہا۔

مقبول ہیں ایرو کے اشارے پر دعائیں (رضنا)

کیلیں تیر کا نذر نبوت کا خطہ ہوا (رضنا)

قربان کریں جس پر اب وَاتِمْ مُحَمَّدْ (نامی)

اس سعد شیخ امت دلچ جانے کذا ہو! (نامی)

(۴۶) يَكْلِيلِ أَمْتَيْهِ أَمِينَ وَأَمِينَ هَذِهِ الْأُمَّةِ

أَبُوْ عَبِيدَةَ وَالْجَرَاجِ۔ یعنی ہر امت میں ایک، میں ہوتا

ہے۔ اور میری امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے۔

ایمن امت احمد ابو عبیدہ نہ ہیں!

کہ جن پر حضرت روح الانبیاء بھی شیداں

انہی کے حق میں عمر نہ تھا ساق فرمایا

ایمن ہوتا تو وہ لائق خلافت تھا!

کسی کا ذمہ نہیں لیتا ہوں ایں بعد اپنے

جماعت سنتھنے اپنے میں سے خود چلنے لے (نامی)

(۴۷) أَبُوْ يَكْرَدُ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَمَانُ

فِي الْجَنَّةِ وَعَلَيْهِ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالْزَكَرِيَا

فِي الْجَنَّةِ وَعَبِيدُ الدَّوْلَةِ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ

ابْنُ أَبِيْرَمْ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِينُدُ ابْنُ ذَئْبِيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَ

أَبُوْ عَبِيدَةَ وَابْنُ الْجَرَاجِ فِي الْجَنَّةِ۔ یعنی ابویکر فرمی تھی میں

عمرہ جلتی ہیں، عثمان نہ جلتی ہیں۔ علی نہ جلتی ہیں طلکوڑہ

جلتی ہیں، زبیر نہ جلتی ہیں۔ عبد الرحمن بن عوف نہ جلتی ہیں

یعنی حضور ملیہ الصبلوہ دا سلام نئے فتح نکلے پر فرمایا کہ جو شخص ابی
سفیان بن حرب کے گھر بیٹا داخل ہوگا، اُس نہ ان ہے سے
جب اپنے سفیان نئے کاڑیں
خداست اقدیں ہیں حاضر ہو گیا
عزت افزائی کی خاطر آپ نے
مہر لانی سے پہ اسلام کر دیا
آمن و مامون ہے وہ شخص یو
داخل دار ابی سفیان ہوا
(ذاتی)

(۷۴) اللہمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًّا مَهْدِیًّا وَاهْسِدْ بِلِیْخا
یا اللہمَّ مَحَاوِیْنَ ابی سفیانَ رضیَ اللہُ عَنْہُ کی بُدایت کرنے والا اور بُرا بیت
یافہتہ بنادے اور اسے لوگوں کی بُدایت کا ذریعہ پیدا کرے

مختلف کے لئے کی بول حق نے دعا
اہنی اس کو بنادے تو ہادی و ہمدی
ہوئے وہ کاتب وحی اور پھر امیر عرب
حسن نے انکو جنم کی بھی سروی دی دی
جنی پاک کا ارشاد ہو گیا پورا!
پھر اس دل لاکھوں نے ان سے رہما یائی
رہنمای سارے رہا جانبی ایں ملکہ رہنمای

(۲۳) راتِ الحسن وَالحسین همّا زیارتِ امامیٰ ہرَ الدُّنیا۔ وَهُم
یعنی تحقیقِ حسن وَحسین دو نویں دنیا میں پرے زیکان (بعنیتِ نجیح
راحت، فرزندِ اچھوں) ہیں ۷

نہیں ہے شک اسیں حسن اور سین م
نو اسے ہیں نیزے پیرے دل کا چین (تائی)
۴۹۷ آیۃ الْأَیمَّلِنْ حَبَّتُ الْأَهْصَارَ وَآیۃُ التَّعْقَابِ يُغَضَّنُ
الْأَهْصَارِ بِعِنْدِ الْفَسَارِ سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور بے
فسار سے لغضن رکھنا تعاق کی علامت ہے

حبت انصار ہے یہ شبہ نشان ایمان
بعض ان سے جو دکھے ہے وہ مسافر شیطان
(وَمَنْ أَنْجَيْتُ لَهُ مِنْ جُنُونٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنَّ شَلَامَ اللَّهِ أَحَدًا تَعَذَّبَ
نَّارًا وَالْمُعْذَبُ يُبَشِّرُهُ سَعْنَى بِشَكْرِ نَسْمَى أَسِيدَدَ الْمَعْوُنَ كَمَاضِينَ بِدْرَ وَمَهْرَبِينَ

(٣٦) إِنَّ الَّذِي يَعْلُمُ عَيْنَكُمْ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ
 الْبَاسِرُ الْمُهَمَّا سَقَى عَبْدَ الرَّحْمَنَ إِنْ تَعْرِفُنِي مِنْ سَلْسِيلِي
 الْجَسَدَةِ يَسْتَرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَّلَ إِلَيْيَ اذْوَاجَ مَطَرَّاتِ
 كُوْفَرِيَا كَمِيرَ بَعْدَ بُوْخَصَ تَمِيزَ لِمَشِيَّتِهِ مَالِ دِيْجَادِرِيَّ وَرَهِيْ
 خَرِّيْجَ كَرِسَ كَارِدِيْكَهِ كَارِصَادَقَهِ يَسْتَرِيْ كَارِدِيْلَهِ
 إِنْ عَوْفَهُ كَوْبَهْشَقِيْ حَشَّيْ سَيْرَابَ كَرِدَيْسَ

کہا ہے کہ میرا بارے سے سی راب لردے ہے

تعالی اللہ ابن عوْف کی کیا عزت و شان ہے

پی و مونین دامہات مونین سی خوش

وہ قطعی ہوتی ہے دشمن اسکا محض شیطان ہے

۲۳۷) اب اپنی ہڈا اسیتھ و لعل اللہ ان یقچلے
بہ بین فہتین عظیمتین میں المولیت سعی یہ مرادیا
سروار ہے اور شاند اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو
بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے ۶

حسن شہزادہ امن و امداد ہے

وہ سردار بہوتان جنماں ہے
حسن کی صلح جوئی سے ہوا صاف

معاویہ امیر مومناں ہے (نامی)

(۲۷) **الْعَيَّامُ مِنْ دَأْنَا مِنْهُ** (دوسری حدیثیں ہے)
 آئیہا النّاسُ مَنْ أَذْى عَيْنَيْ فَقَدَّ أَذْلَى فَإِنَّمَا عُمُرُ الرَّسُولِ
 صَنُوْا بِهِ يعنی میرے چھپا عاس پر مجھ سے ہیں اور میں
 ان سے ہوں۔ لوگوں جس سے میرے چھپا کو دکھ دیا، اس نے
 یقیناً مجھے تخلیف دی۔ حقیقتاً ادمی کا چھپا اس کے باپ کی طرح
 روتا سے ۸

حضرت نے واضح کر دیا لوگوں پر یہ مانی افسوس
عماش ہے میرا چاہو بچھے سے ہے میں اُس سے ہوں
جس نے افیت دی اُس سے اُس نے بھی بی دکھدا
علم الرحل ہے شل آب لاریب بخون دچکوں
(۷۰۳) منْ دَخَلَ دَارِيَّةَ سَفِينَتَنْ فَهُمُوا اِصْبَرُ

فرق یا طلہ اور انکارِ حدیث

علامہ ابن قیمیہ کی تصریحات

(۳۶)

(مترجمہ مولانا محمد ادريس صاحب پروفیسر آئیم اے آو کالج امریسا)

چلتا ہو، وہ اپنے دوستوں پرستے لاکھوں روپے کیوں کر
قریان کر سکتا ہے؟

روگیا اس کا فلسفہ، تو جنیانظریہ اس نے قائم کیا ہے
اس کی نعموت خود اس کے شاگردوں نے واضح کر دی ہے۔
(ام) ابن قیمیہ نے پہاں اس کی چند ایک شایدیں بھی دی ہیں
یہیں ان کو سمجھنے کے لئے فلسفہ کے مبادی سے واقعیت مژوی
ہے اور یہ سمجھنے کا فلسفہ سے واقع نہ ہونگے، اس لئے کوئی نہ کہا کرو (یا دیکھو)۔

علیید اللہ بن حسن [بن حسن بھی ہے، جو بصرہ کا قاضی تھا]
انہی میں سے ایک شخص عبید اللہ

ختا۔ اس کو فلسفہ کے پہنچ رہستوں اور گمراہ کنُ اور دلوں
نے اشیا جان کر چھڈا تھا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ خود قرآن مجید میں
بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ تقدیر کا اقرار اور انکار دنوں صحیح
اد قرآن سے ثابت ہیں۔ ایک دفعہ اس سے قدریہ اد البریۃ
کی بابت پوچھا گیا تو کہنے لگا کہ دنوں کے احوال صحیح
ہیں۔ ایک جماعت علمتِ الہی کی قائل ہے اور دوسری
اس کی تنزیہ کرنے ہے۔

اسی طرح زناکار کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ جو اس کو ہونے
کہے، وہ بھی حق پر ہے اور جو کا حق کہے وہ بھی صحیح پر ہے۔
جو اسے فاسق کہے، وہ بھی راوہ راست پر اور جو اسے منافق
 بتائے، وہ بھی ہایت پر ہے۔ جس نے اسے کافر غیر مشرک
کہا، اس نے بھی یہ جانہیں کہا اور جس نے کافر مشرک بتلایا،

نظام کے بعد ہماری نظر اس جماعت
ابوالہندیل علاف کے ایک دوسرے دروغ گو۔

ابوالہندیل علاف پر پڑتی ہے جس کے متعلق اس کے ایک
ہمتشین نے ذیل کی دلچسپ حکایت بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے
کہ ایک دن ہم محبوب جہنم (رسیش جہنمیہ) کے پاس بیٹھے ہوئے
اوہ راہ صرکی باتیں کر رہے تھے۔ اقتصادیات کی بحث چھڑی
تو ابوالہندیل نے کہا ہیں کہا تو بہت ہوں، لیکن جو کچھ کہا تاہم
اسے اپنے دوستوں اور غریبوں پر ضرف کرتا رہتا ہوں۔ اگر میں
دولت کو بے دینے خرچ نہ کرتا تو آج کئی لاکھ روپیہ کا مالک ہوتا۔
چھرمیری طرف دیکھ کر کہا۔ کیوں بھائی! میں نے سچ نہیں
کہا؛ اس وقت میں نے بھی لاملاطیں آگ کہدیا "ویں چہ شک؟"
راوی کا بیان ہے کہ محبوب جہنم کے سامنے تو اس نے
سخاوت کی ڈینگیں ماریں، لیکن اس کے سخاں کا یہ حال تھا کہ
ایک دفعہ اس نے موسی بن عمران کو ایک مرغی ہے بے کے
طور پر دی تھی۔ تو اسے مختلف واقعات کے لئے تایمیج بنارکھا تھا۔
اسکی کا ذکر کرتا تو کہتا کہ میں نے یہ کام تم کو مرغی دینے سے اتنے
دن قلیل کیا تھا کسی واقعہ کا ذکر کرتا، تو کہتا یہ واقعہ مرغی کے
ایتنے دنوں بعد طالا ہر ہٹوا تھا اور اس مرغی کو اتنا سراہتا کہ اگر کبھی
کسی فریبہ اونٹ کو بھی دیکھ لیتا تو اہمتا، نہیں بخدا اس مرغی کی حیسا
موٹا تازہ ہر گز نہیں ہے۔
جو شخص ایک مرغی کو سینکڑوں دفعہ مختلف طریقوں سے

کو پورا کرنے کے لئے کیا ہے اور اگر دلی جذبے سے متاثر ہو کر کیا ہے تو اس طرح اُس نے اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کی ہے۔ پھر اس کا شکر کیا کیوں ادا کیا جائے؟

اس کی یہ دلیل آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں دیکھئے کہ لا یشکر لادہ مَنْ لَا خَيْرَ لِمَنْ لَا يَشْكُرُ۔ (جس نے لوگوں کا شکر کیا ادا نہیں کیا، وہ خدا کا شکر بھی ادا نہیں کرے گا)

جاحظ مختزل کے ترکش کا آخری تیر۔ جاحظ، سلف صاعقین پر نکتہ چینی کرتے ہیں میں سب سے آگے

رہتا ہے اور اس کے استلال کا ڈھنگ دوسروں سے بالکل نرالا ہوتا ہے۔ پھوٹی بات کو بڑا ہانا اور بڑی بات کو معقول کرو کھانا اس کے بایش ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ دو مختلف اور متناقض باتوں پر بڑی خوبی سے استلال کر سکتا ہے کبھی ایک جماعت کا ساتھ دیتا ہے، تو کبھی دوسرا کا۔ اگر حدیث کی سند پیش کرتا ہے تو اس کے ساتھ ہی جہا ز یا اسماعیل بن غزوہ ان کا کوئی چلکلا بھی لکھ دیتا ہے۔ حالانکہ اخترام فتوت کا تلقاضا یہ تھا کہ جس کتاب میں آس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک پیش کرتا۔ اس کے کسی حصے میں ان فرش گویوں کا ذکر بھی نہ کرتا۔

جاحظ اور باطل کی تقویت اگر وہ مسلمانوں کے

دلائیں پیش کرنے لگتا ہے، تو قلم کا سازا زور ان پر خرچ کر دیتا ہے اور جب جواب دینے کا وقت آتا ہے تو صرف معقولی سے اشارہ کر گزتا ہے گویا پڑھنے والے کو سماں جواب فریدا ہے صرف کوئی بھولا ہو انکتہ رہ گیا ہے اور اب جاحظ اسی کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے۔

جاحظ کی روایتیں ضعیف اور موضوع حدیثوں کو دکر کر کے ان پر نگین حاشیے پڑھاتا ہے۔ اور آسمان کی طرف شوک کے اپنی دانست میں محدثین

اس نے بھی شیک کہا۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ ساری باتیں تقدیم کیے گئے اسی قسم کی تطبیق دیا گیا تھا۔

وہ کہا کرتا تھا کہ جو فال لینے کو جائز تھا، وہ حق کہتا ہے اور جو ناجائز کہے، وہ بھی حق کہتا ہے جو چنلی کھلنے کو جائز سمجھے، وہ بھی حق پر ہے اور جو ناجائز سمجھے، وہ بھی سچائی پر ہے ہے۔ اس طرح تقریباً ہر ایک مسئلہ میں وہ ہر شخص کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ کیا قیاس، غدہ و تدبیر اور فلسفہ و ایسی کاتام ہے؟

سُنّت کی تعریف ان لوگوں میں بکری ایک نہایت دلچسپ آدمی تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ

بندپینا، بکری کا گوشت کھانا اور موڑوں پر سع کرنا سنت ہے۔ بیچارے کو یہی معلوم نہ تھا کہ کھانے پینے کی چیزوں سے سنت کا تعلق نہیں ہے، بلکہ امور شدید عیسے سے ہے۔ اگر کوئی شخص عمر بھر میں ایک دفعہ بھی گکڑی کو بکھر کے ساتھ ملا کر نہ کھائے حالانکہ آس حضرت نے کھایا ہے۔ یا کدنہ کھائے حالانکہ آنحضرت کافیں بجا تاکہ جا تھا۔ تو اس کو تاریک سنت نہیں کہا جاسکتا۔

محمد بن جہنم اے کرکی مسلمان فاضل کی نہیں، بلکہ اس طور کی تقسیف ہے، جو فلسفہ اور منطق کی سلطلاحات سے بھری پڑی ہے۔ وہ ہمیشہ ان لغویات کے لکھنے میں مصروف رہتا تھا۔ اور رہمان کے فرض رونے نہیں رکھتا تھا۔ اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھنے کی وجہ پر چھتا، تو کہتا کہ مجھ میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

احسان کرنے والے کا شکر تیر ابن جہنم نے ایک مسئلہ محالا ہے۔ کہ

کسی احسان پر حسن کا شکر کیا بھی ادا نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اگر انسن نے ثواب کے لئے احسان کیا ہے، تو اس کو خدا کے ہاں سے ثواب مل جائے گا۔ اگر بدھ وصول کرنے کی غرض سے کیا ہے تو وہ سودا اگر ہے اور سودا اگر کا شکر تیر کیسا ہے اگر شہرت کی خاطر کیا ہے، تو اس نے خاتم نفاذی

(ترجمہ) ان میں سے ہر جو اس کا آغاز تو شاندار ہوتا ہے گوجلدہ بُنایوں میں پڑھاتے ہیں۔

الْكُلُّ مَا فِيهِ إِنْ يُقَالُ لَهُ لَدُغَيْثٌ فِي قَوْلِهِ مُمْقَطَعٌ
(ترجمہ) ان کی آخری تنازعی ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ فلاں منتخب چھپائے۔
نَيْزٌ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُصْعِبٍ نَّكِبَاهُ هُوَ

تَرْجِيمَةَ الْمَرْأَةِ بِحِجَّةِ إِنْ يَقُولَا وَاسْلَامُ الْمَلَئِ إِنْ لَا يَقُولَا
(ترجمہ) لوگ بونا پسند کرتے ہیں حالانکہ سلامتی نہ بولنے میں ہے۔
فَأَمْسِكْ عَلَيْكَ فَضُولَ الْكَلَّا - خَانَ لَكَلْ كَلَّا مُنْهُوكَا
(ترجمہ) فضول باتیں مت کرو اور یاد رکھو کہ ہر بات میں فضول
حصہ بھی ہوتا ہے۔

وَلَا تَضْعِبَنَّ أَخْلَاقَ عَنْهُ وَكَاتِمَعَنَّ لَهُ الدَّهْرَ قِيلَا
(ترجمہ) بیعتی کے ساتھ نہ ہو اور کبھی اس کی بات نہ سنو۔

فَانْ مَقْالَتَهُمْ كَانَظِلا لِيُوشِيكَ أَئِيَا وَهَانَ تَرْكَلا
(ترجمہ) کیونکہ ان کی باتیں ڈھلتی چھاؤں کی طرح قرآن ہیں نہ پتیں۔
وَقَدْ أَحْكَمَ اللَّهُ أَيَّاتِهِ وَكَانَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ دِبْلَا
(ترجمہ) اللہ کی آیتیں مکمل ہیں اور آنحضرت ان کو واضح کرنے والیں۔
وَأَدْعِنْ لِلْمُسْلِمِينَ السَّبِيلَ فَلَا تَتَبَعِنْ سِوَاهَا سَبِيلًا
(ترجمہ) آپ نے مسلمانوں کے واسطے رستہ واضح کر دیا ہے۔ اس
کے سوا دوسرا راستہ اختیار نہ کرو۔

أَنَّا سَبِهَرَيْيَةً فِي الْصُّدُّ وَنَخْنَوْنَ فِي الْجَوْفِ مِنْهَا غَلِيلًا
(ترجمہ) ان لوگوں کے سینوں میں شکوک ہیں اور خفیہ طور پر کسی اور
چیز کی پیاس رکھتے ہیں۔

فَخَلَّهُمْ دَالِتَى يَكْضِبُونَ وَذَلِيلُهُمْ مِنْكَ صَمَتا طَوِيلًا
(ترجمہ) ان کی اور ان کی باتوں کو چھوڑو اور ان کے ساتھ بہت
بماشی بالکل نہ کرو۔

معترزلہ کی ہٹ و حرمی یعنی نے حضرت عمر بن عبد العزیز
کا یارث ادا متناخا کہ جو

لوگ بیٹھ میلختے زیادہ کرتے ہیں، وہ اپنا نہ بدلتے رہتے
ہیں۔ تیر میں ان لوگوں سے سنا کرتا تھا کہ جو شخص پیٹے مخالف

کا نہ اق اٹا آتا ہے۔

معترزلہ کی دیگر خرافات ان کے علاوہ میں نے مُسنا
ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض تو یہی کہتے ہیں کہ شراب قطبی حرام نہیں ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے صرف تادیب کے لئے مسلمانوں کو شراب ہیئے
کے منع کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بیک وقت نُوعِ تقویں سے
نکاح کرنا جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خنزیریہ کا گوشہ
کھانا تو حرام ہے لیکن اس کی چربی اور کھال پاک اور ملال
ہے۔ کیوں نکہ قرآن نے صرف لحم الخنزیر کو حرام قرار دیا ہے۔
یہ کہ شخم اور جلد کو۔

سائل سے خطاب میرے دوست! اب تم بتاؤ کہ
ان لوگوں میں سے ہم کس کی
پیروی کریں اور کس کو اپنارہنمانا ہیں، ان کے اعمال کے
نوٹے اور ان کے نذاہب کا مختصر تذکرہ کر کے یہ بتا جائیکا
کہ یہ گپریوں کا دادہ ریڈ ہے، جس کا کوئی چروانا ہیں۔ جو حضر
کوئئی اٹھتا ہے، چل ڈلتے ہیں۔ نہ ان کا کوئی اصول
ہے اور نہ ان کے دل میں خدا رسول کا خوف ہے۔ قاضی
ابی یوسف رہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جو شخص علم کلام کے
ذریعے دین حاصل کرے گا، زندگی پر نے گا۔ جو شخص کہیا
میں لگا رہے گا بیفلس سہے گا۔ اور جو غریب حدشیں یاد
کرے گا۔ جھبڑا مشہور ہو گا۔

آغازِ شباب میں مجھے تحصیل علوم کا یہ حدشوق تھا۔
کبھی کبھی ان لوگوں کی مجلسوں میں بھی جایا کرتا تھا، لیکن مجھے
چلڑی علوم ہوا کہ ان کے ہاں گمراہی، خسران اور ندامت کے
سو اچھے ہیں رکھا ہے۔

معترزلہ کے متعلق اکابر کی رائے محمد بن بشیر نے
ان کی تعریف میں

کیا خوب کہا ہے۔ تم پصیرُون بعد دلنشتم
کل فریضت بدؤهم حسن

بصنوع اور عا جو ہوتا ہے۔

سائل اور یعنی کہتا ہوں کجو شئے ہے، وہ بھی محدث،

بصنوع اور عاجز ہے، پھر خدا کو شئے بھی نہ کہو۔

معتنی یہ توجہ یہ دیکھتا ہوں کہ شیاء پیش ہوئی ہیں، تو کہدیتا ہوں کہ ان کا خالق بھی شئی ہے۔

سائل اور جب یہ دیکھتا ہوں کہ یہ مختلف متناہی ہے

تو سمجھ لیتا ہوں کہ اس کا پیدا کرنے والا بھی متناہی ہے۔

معتنی یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر وہ متناہی ہوتا، تو پھر حدیث اور عاجز ہوتا۔

سائل اسی طرح اگر وہ شے ہوتا تو پھر حدیث اور عاجز

ہوتا۔ ورنہ تم ہی بتاؤ کہ دونوں صورتیں میں کیا فرق ہے؟ یہ سنکر معتبری خاموش ہو گیا۔

دوسری مثال

اسی طرح ایک دفعہ کسی دوسرے شخص نے ایک معترنی سے

پوچھا:

سائل صیحیج ہے کہ تھارے نزدیک سمیع اور علمیں میں

کوئی فرق نہیں ہے؟

معتنی ہاں! بالکل صیحیج ہے۔

سائل خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الدِّينِ | خدا نے ان لوگوں کی بات سن لی

قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ | جنہوں نے ہمارا خدا فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

کیا خدا نے ان کی یہ بات ان کے کہدیش کے بعد تھی؟

معتنی ہاں!

سائل اور کہنے سے پہلے بھی سئی تھی یا نہیں؟

معتنی نہیں ہرگز نہیں۔

سائل اچھا۔ اور ان کے کہنے سے پہلے جانی بُوچھی تھی کہ یہیں؟

معتنی ہاں ضرور جانی تھی کیونکہ کلاس کا علم قدم ہے۔

سائل تو یہیں معلوم ہوا کہ سمیع اور علم کے معنوں میں کچھ

کی بنا سے حق بات سن ہے۔ اسکو چاہیئے کہ اسے مان لے یہیں نہیں لے دیکھا کہ یہ لوگ اپنی مجالس میں بارہ غالفن کے والائیں کے سامنے لا حواب ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی جب دیکھو تو ہمی مرغی کی ایک ہی ننگ۔ نہ تو یہ لوگ کسی عاف دلیل کی پروارکتے ہیں۔ اور نہ حق بھئے کے بعد باطل سے توہہ کرتے ہیں۔

ہٹ دھرمی کی ایک مثال

ایک دفعہ شام من حکم کے ایک شاگرد

نے ایک معترنی سے دریافت کیا۔ کہ عالم متناہی ہے، یا

غیر متناہی؟

معتنی عالم، زمان اور اطراف دونوں کے لحاظ سے متناہی ہے۔

سائل اخدا متناہی ہے یا غیر متناہی؟

معتنی خدا بیشک غیر متناہی ہے۔

سائل تو معلوم ہوا کہ ایک غیر متناہی ذات ایک متناہی

چیز کو پیدا کر سکتی ہے۔

معتنی ہاں بیشک!

سائل اگر ایک غیر متناہی ذات کی متناہی چیز کو پیدا کر سکتی

ہے۔ تو یہ کیوں نہیں کر سکتا۔ کہ ایک "لاش" کسی "ش"

کو پیدا کر دے؟

معتنی یہ اس نے نہیں ہو سکتا کہ جو "لاش" ہے

وہ معدوم ہے۔

سائل اور اسی طرح جو غیر متناہی ہے، وہ بھی معدوم ہے۔

معتنی "لاش" تو منفی ہے۔

سائل اور غیر متناہی کیا مشتبہ ہے؟

معتنی اس پر تو جہنم کے سواب کااتفاق ہے کہ خدا

شے ہے۔

سائل یہیں (تھارے سوا) اس پر بھی سب کااتفاق

ہو چکا ہے۔ کہ خدا متناہی ہے۔

معتنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر متناہی محدث،

<p>ولیشہد عذاب یہ ملائکۃ اوہ سلاموں کا ایک حصہ ان کا من المؤمنین۔</p> <p>عذاب دیکھ لے یہاں طائفہ سے مراد ایک اور وہ بھی ہو سکتے ہیں۔)</p>
<p>بعض نے کہا ہے کہ ثبوت خبر کے لئے کم از کم چار آدمیوں کی شہادت ہوئی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اتنے فرمایا ہے:-</p>
<p>لوكحاء واعيله بار بعثة دہاس بات پر چار گواہ کیوں شہداء نہ لائے۔</p>
<p>بعض کہتے ہیں کہ چار نہیں بلکہ پورے بارہ ہونے چاہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اتنے فرمایا ہے:-</p>
<p>وَعَنْ شَاهِنَّهُمْ أَثْنَيْ عَشْرَ اوہ ہم نے ان میں بارہ سردار نَقِيبِيَا۔ اخھائے۔</p>
<p>بعض کہتے ہیں کہ بارہ بھی ناکافی ہیں۔ کم از کم میں تو ہوں دلیل؟ خدا کا یہ ارشاد!</p>
<p>ان یکن منکو عشرہ دن حبیاً وَ اگر تم میں سے بیش شخص ثابت یغیبُوا مائین ہونگے تو ان کے دونوں گالے بیٹکے۔ بعض کہتے ہیں، سیس نہیں بلکہ پورے بشر ہونے چاہیں۔ کیونکہ:-</p>
<p>وَأَخْتَارُهُمْ بَيْنَ قُوَّةٍ سَيِّعِينَ اور جو سی اعلیٰ علیٰ اپنی قوم سے ستراً و می تر جلاً بیلقاتنا۔ چنے۔ ہمارے وعدہ کے قوت لے کر غرض قرآن مجید میں جو عداوں کو ملتا گیا، اُسے ثبوت خبر کے لئے دلیل بنتے پہنچئے گئے۔ تو یہ ہیں ہمارے عقلاء، اور ایسے ہو اکرتے ہیں فلسفی اسے۔</p>
<p>بریں عقل و انسش ببا پر گریست</p> <p>الراہی جواب تو ایک شخص یہ بھی کہ سکتے ہے کہ ثبوت خبر کے لئے کم از کم آٹھ گواہ ہوئے جا ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اتنے اصحاح کرنے کے لیے اسی میں جو اپنے زمانے کے لوگوں پر جوست شد فرمایا ہے:-</p> <p>سُبْعَةٌ وَتَامِنْهُمْ كَلَمْهُمْ وہ سات ہیں اور آٹھوائیں ایکاٹھا ہے۔</p>

فرق ضرور ہے۔ یہ سُن کر مفتری بالکل خاموش ہو گیا۔
ایسے نے ان دونوں مفتریوں سے مل کر ان سے کہا کہ
لطیفہ جب دلیل سے ثابت ہو گیا کہ تمہاری راستے غلط ہے اور
حالغین نے تم کو بالکل لا جواب کر دیا تو پھر تم اپنے حالات سے
رجوع کیوں تھیں کرتے؟ دونوں نے مجھے جواب دیا کہ اگر مطح
دوسروں کے دلائل سُن سن کر ہم اپنے عقائد سے پھرنا شروع
کر دیں توہ زانہ ہیں کئی کئی ناہب بد لئے پڑھائیں گے۔ تین
نے کہا، اگر حق، قیاس اور دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے اور ان
دونوں سے تم متابعاً تھیں ہوتے تو ان کو جھوٹ کر تقلید اختیار کرو
اور اس حضرت مکی پیرودی کر کے حق و صداقت کا رد شدن رستہ
معلوم کرو۔ مگر جن کی تلاش نہ ہو، وہ کسی معقول بات کو
ماننے کیوں لے گے۔

صحت و ایت کے ان لوگوں نے اس امریں بھی اختلاف
کیا ہے کہ کتنے آدمیوں کی روایت
لئے راویوں کی تعداد سے ایک غیر پر اعتماد کیا جاسکتا
ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک صادق آدمی کا بیان ثبوت خبر کے
لئے کافی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تھیں، بلکہ دو آدمیوں کا بیان
ہو زانہ چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مقدمات میں دو آدمیوں
کی گواہی کو کافی قرار دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ثبوت خبر کے لئے
کم از کم تین آدمیوں کی شہادت ہوئی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
لئے فرمایا ہے :

فَوَلَا تَقْرَأْ مِنْ كُلَّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ
طَائِفَةٌ لَيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
هُرْ فِرْقَةٌ سَيِّرَهُ إِذَا
سَمِحَ لِبَدَارَتْ قَوْمَهُو إِذَا
وَلِيَّدَ سَمَّارَاتْ قَوْمَهُو إِذَا
بَهْنَجِيَّا بَيْنَ آبَيِ قَوْمَ كِجَبَنِيَّا لَيَتَهِبَ إِذَا
أَوْ طَائِفَةٌ كَأَطْلَاقَ كَمْ ازْ كَمْ تِيَّنْ يَرْ ہو سکتا ہے۔
(یہاں آٹھوائیں نے طھوکر کھاتی ہے۔ کیونکہ طائفہ ملکیتے کو کہتے
ہیں اور ایک آدمی بھی قوم کا ایک ملکر ہے۔ پھر تین کی تفصیل
کیوں اور کس بنابر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اتنے فرمایا ہے :

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا | اور خدا نے ابہم کو پانچ خلیل بتایا۔
اس کی تفسیر میں ایک صاحب نے لکھا ہے ”خدا نے ابہم کو پانچ رحمت کا معلج بتایا“

اس نے خلیل کو نقطہ خلۃ سے نکالا ہے اور زبرد کا یہ قول
ستہ کے طور پر پیش کیا ہے ۵

وَانْ أَتَاهُ خَلِيلٌ يَوْمَ مَسَأَلَةً
يَقُولُ لَا عَادَثُ مَالِيْ وَلَا حَرَمَ هُرَ

(ترجمہ) اگر اس کے پاس کوئی محتاج آ جائے، تو نہ وہ پہنانے بتانا ہے
اور نہ احکام کرتا ہے

اس تجھہ میں کو تفسیر کرتے وقت یہ خیال نہیں آیا کہ پھر
اس میں حضرت ابہم کی فضیلت یا خصوصیت کیا باقی رہ جاتی ہے۔
وہ کون ہے جو خدا کی رحمت کا محتاج نہیں اور کیا حضرت ابہم
کے خلیل اللہ حضرت موسیٰ کے کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ کے
رمح اللہ کہلانے میں کچھ فرق ہے اور کیا یہ العاب ان اہلیاں کی
فضیلت اور خصوصی شرافت کا اعلان نہیں کر رہے ہیں؟ کہ رہے

ہیں اور ضرور کر رہے ہیں مگر نفس پرستی اور بیل پسندی کا کیا علاج؟
میں نے مختصر طور پر اس جماعت کے حالات اور زندگی
خلاصہ بحث معتقدات پر روشنی ڈالی ہے۔ اب قسم ہی بتاؤ
کیا کوئی بھی اللہ سے دُر لئے والا اور ویژہ اپنیں رکھنے والا شخص
انہر فراسی دیر کے لئے اعتماد کر سکتا ہے اور انکی پیروی کر کے حق کی
روشنی حاصل کر سکتا ہے؟ آب ندان کے بال مقابل محدثین کے سطح چند
باقیں سن یجئے تاکہ دو ذر کا مقابلہ کرنے میں آسانی ہو۔ (باقی آئندہ)

اور اس میں یہ نکتہ پیدا کر سکتا ہے کہ جو نکلہ ان کی تعداد سات تھی
اوہ گواہی کے لئے کم از کم آٹھ آدمیوں کا ہوتا ضروری تھا۔ اس
لئے تعداد پوری نے کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایک گٹا شال
کر دیا گیا۔

پورا ایک شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ثبوت خبر کے لئے ان
گواہ ہونے چاہیں۔ کیونکہ دوزخ کے در بان انہیں ہیں:-
عَلَيْهَا سَعَةُ عَشَرَ | دوزخ پر انہیں (در بان) مقرر ہیں۔

معتشر لہ اور تفسیر قرآن مقتصر لہ کو اپنے ذہنی خیالات کے
پھیلانے کے لئے قرآن شریف
کی تفسیر بھی کرنی پڑی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے جو جو شکوفہ
بکھلائے ہیں، وہ ان کی دوسری دست دلازیوں سے پر جہا
زیادہ ہیں۔ ان کا موٹا سا، حصول یہ ہے کہ قرآن مجید کے مطالب
کو توڑہ مردھ کر اپنے خیال کے مطابق بنایا جائے۔

ایک مثال ان میں سے ایک فرقی نے اس آیت کی تفسیر
میں

وَسَمِّيَ أَدْمَ سَرَبَدَ غَنَوْيَ | او حکم دال آدم نے پس سب بچوڑا بنتکا۔
کہا ہے کہ حضرت ادمؑ کو اس دخت کا پھل لکھانے سے تحریک ہو گیا۔
اس نسبانیت پرست اور خود پسند مفتر نے اتنا نہیں سوچا کہ یہ
غُوی، باب صربت یعنی سے ہے اور تحریک کے معنی میں یہ نقط
تب آتا ہے، جب باب علم یعنی میں سے ہو۔ جہالت یا بہت دھرمی
کی حد ہو گئی۔
حضرت ابہم کے حق میں قرآن نے ارشاد فرمایا ہے:-

سَمِّ الْسَّلَامُ کی تو سبع اشاعت ہر دیندار اور بھی خواہ
Islam کا فرض اولین ہے۔ (منیر)

انتباہیہ علی اقتدا حیث تے مشرقی کا مذکورہ غلط

(۱۲)

(از جناب مولانا محمد عالم صاحب آئی امتسري)

مسلمانوں کیلئے ہی آئیہ لکھی اخراہ من النعیم
دوڑخ تیار ہے دخود عین۔ تباشروا.... فان لکھ
نام الجیم.... وعداب یوم الدین.... قات الدین ہی

الدنیا... اذھی مذرعتہ الا خرقاء.... پسما اشتروا
بعقلہم العتا ملعون مسلمانوں کچھ عرصہ اسی خوشی میں رہو کہ آخت
میں تم کو جنت میں حریں بلیں گی۔ مگر اخیر میں تھا رے لے دوڑخ
کی آگ تیار ہے اور تپر دنیا میں بھی عذاب آئے گا۔ کیونکہ دنیا ہی
آخرت کی کھیتی ہے اور مسلمانوں نے یہ زبانی بنا سدا خوبی اے
پیشکوئی ایسی لکھی | بالکل درست تھا۔ ورنہ مسلمانوں نے

بھی تک دنیا کی کھیتی نہیں کاٹی اور خاکساراً سے دنیا ہی میں کاٹ
چکے ہیں۔ کیونکہ خاکساروں کے نزدیک دنیا ہی آخت ہے۔ اور
مسلمانوں کے نزدیک عالم آخرت اور ہے، جس میں ان کو ضرور
جنت ملیگی۔ اور خاکساروں کی تھیڑہ جائیں گے اور اپنی جہالت میں
نقضان اٹھائیں گے مشرقی نے اس سے چھپے مسلمانوں کو شک
قرار دیا ہے۔ اس لئے بعض ہرودی تھا کہ جہنم کا نذاب بھی ان
کے لئے تحریر کرتا۔ آخر اس کی وجہ؟ وہ یہ بیان کی ہے کہ تم غافل
ہو اور تم نے زبانی اسلام قبول کیا ہے۔ ورنہ ضروری تھا
کہ تم پلچرہ دار ہوئے اور کوئی جنت کے کردناوی جنت تم کو
مل جائے۔ مگر افریس تو پہ ہے کہ پیشکوئی بھی انہی خاکساروں

پہنچنے اور دنیاوی جنت پلتے لیتے تیر فرنگ میں جا پڑے اور
خادا فی الارض اور ... کے کیف کروار کو جا پہنچے۔

پس ثابت ہوا کہ مشرقی نے تو کچھ سمجھا، غلط سمجھا اور غلط لکھا۔
چنانچہ ان فقرات میں اخاذہ بھرا لا دلیاء کا دوسرا

غلط مشھی کا مفعول ہے بتایا ہے۔ تو مطلب یوں ہوا کہ
اغلط مشھی کا مفعول ہے بتایا ہے۔ تو مطلب یوں ہوا کہ

تم اپنے دل کو چاہتے ہو اور یہ مفہوم بالکل غلط ہے۔ اگر قلبکو
کو قابل تصور کیا جائے، تو پھر یوں عبارت ہوتی۔ مشھیا

قلو بیکروان ماہی آئیہ کا قابل اگر من النعیم
ہے۔ تر نیت غلط ہو گی۔ اگر جو رسیدن قابل ہو تو تمام معطیوں

عویسیت میں قرآن کا میمع ^{میمع} ہے۔ اس لئے یہ یقین ہے یا

کہ قرآن نما عربی لکھنے والا مآادر من کا استعمال نہیں جاتا۔

اگر یہی درستگاہ ہوں میں بے وقوف رڑکے شیکھ پیر کے محاذات
یہیں ہی الگزم بگڈم اپنے جواب مضمون میں لکھ مارتے ہیں مگر
اتھان میں بیرونی بخوبی صفر ہوتا ہے۔ کیونکہ الفاظ کی بہرار الگ
چیز ہے۔ مگر ان کی نیت اور مناسبت اور مناسبت شناسی الگ چیز
ہے اور بیہی وہ چیز ہے کہ قرآن مجید نے کمال تک بیونجاوی ہے
اور فرق طاقتہ البشر ہو رہی ہے۔ درہ عرب مضمون آئی اور حقاً فرمی
ہندی یا آدرو الفاظ میں کسی سے کم نہ تھے۔ اب مشرقی قرآن
لکھ رہا ہے۔ اندھوں میں کام اسروار، دوسرا سے بی۔ ایک، اڈی
تو اتنا بھی نہیں لکھ سکتے۔ ابو الحلاء معمری جسیے قرآن نما عربی
لکھ کر منہ کی کھا چکے۔ پہلا مشرقی کیا بلا ہے اس میدان میں
ایک قدم تو پل کر دکھائے۔

اور یا ایک یہ ہے کہ یوم الدین کو پہلے دنیا کے باقیاں
اغلط پیش کیا ہے۔ پھر اس کو اس سے متوجہ تھیتہ بنا دیا

ہے۔ مہما تشنہ بیان چور دیا ہے۔ اشتودا ضمیر کا محتاج

ہے۔ (اغلط ۵ + ۲۵ = ۳۰۵) مخصوص مسلمانوں پر عتاب | فاذ اجامت الطاہرۃ الکبیری

نہیں آتی، تو بھلا قرآن کا مقابلہ کیا خاک کرے گا۔ چنانچہ ان فقرت میں اس نے یہ غلطیاں کی ہیں کہ حیثیں کو اغلاط فاعل بنایا ہے۔ حالانکہ وہ عموماً مفعول فیہ ہو کر استعمال ہو رہا ہے۔ فرداً کے اول فرداً غیر موزون اور غیر مسروع ہے۔ آئیت ماقولات خلاف محاورہ ہے اور جھوٹ بھی ہے۔ کیونکہ خدا اuman نے خود تقسیم کرے گا زیر کائنات سے مطابیہ ہو گا۔ لائق نہیں۔ لیں پر آن کیا ہے۔ پھر اس پر دین کا عطف اور بھی تعجب خیز ہے۔ عذابہ جمعاً میں انسان کو فرد بنا کر جنم بھی بنادیا۔ مگر فرد و جم کا سطلب در طبع شاعری رہا۔ توابا من فوق کے درمیان فی الآخرة لکھنا چھوٹ گیا۔ فیا سفایم و کامقاوم تھا۔

تحیرت العقول جہادی میں فاعل ضمیر جس نہیں ہو سکتی کہ عقول کی طرف راجح ہو یا بتاویل جماعت تھی کی ضمیر کا انکا ہو۔ کیونکہ رائی کی موجودہ صورت انسان کی طرف اپنی ضمیر نہ کر دٹھی ہے۔ مگر فقرہ مطلب سے خالی رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا مفہوم اس وقت یوں ہو گا کہ عقلیں جیران رجھائیں کیونکہ انسان دیکھ لے گا کہ اہل یورپ جنت میں جا رہے ہیں اور مسلمان دوزخ میں، مگر سوال یہ ہے کہ وہ کوئی عقلیں ہوئی کر دیکھے تو انسان اور وہ دین بیکھر ہی جیرت زدہ ہوں؟ مشاہد علیہم میں مراد تو یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اہل قبیل کے حق میں ہوں گے۔ مگر لفظ بتارہ ہے ہیں اور ان کے خلاف ہوں گے۔ حق بر زبان جاری اسی کا نام ہے۔ جزاک اللہ۔ المذی الوسول کی صفت ہے مگر درمیان میں بلا وجد خبر کا کافاصلہ کیوں پیدا کیا گیا؛ ادھروا کافرہ کا قائل نہ کر نہیں اور تھی ادھروا کا مفعول فیہ نہ کوہ ہے۔ اس لئے قیل ہی لٹور رہ گیا ہے۔ خاک تو قرآن کے ۲۷ ہیں مگر محمد وفات کا استعمال لاروئے یا مائ۔ دکا تنظرون کا تعلق اپنے معروف علیہ سے کچھ ہی نہیں۔ معنًا کا املا غلط ہے۔ بہتم کے بعد اتم بلا فائدہ ہے۔ تزلیل علی جنم سے حکوم ہوتا ہے

تحیرت العقول بماری۔ العاقلوں فی عذاب و العاملون فی الجنة.... والرسول مشاهدہ انہم هم المومنون۔ دقائل انکر کہستم تو متون بما تلقی علی محمد علیہ و محتہ دون العلمین۔ قیامت قائم ہو گی تو عقل یہ دیکھ کر جیران رہ جائے گی کہ زبانی مسلمان تو مذاہب میں ہیں اور اہل فرقہ (مغربی دنیا) جنت میں اور خود حضور علیہ السلام اس وقت زور سے کہیں گے کہ یہی اہل مغرب ہی تو موت تھے۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ تم نے اسی قرآن کو قبول کیا اور دوسرا دنیا (مسلمانوں نے) اسے قبول نہیں کیا۔

مشرقی قرآن کو غلط سمجھا ہے اس نے قیامت کا نظر اپنی کیا ہے کیا معلوم

اسے وحی آئی ہے یا خدا سے مکالمہ کیا ہے کہ رحمہ اللہ علیہ منکھڑت ہانک لگا رہا ہے؟ یہ حال اس کا یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ وہ اہل یورپ کو صرف اس نے عالم بالقرآن ٹھیک رکھا ہے کہ انہوں نے ارض دسما، کی مساحت و فلاحت میں قرآنی اشارات کے مطابق عمل کر دکھلا یا ہے۔ اور مسلمان اس کا میں اس وقت چیچھے ہیں۔ مگر ویکھنا ہے کہ قرآن کے اور دوسری کا تعلق ارکان اسلام سے ہے یا مادی ترقی سے؟ خود بخود فیصلہ ہو سکتے ہے۔ اول سے آخر تک قرآن شریف پڑھو۔ دیکھ لو گے کہ امام و نواہی کا تعلق نہ سائنس سے ہے اور نہ الہیات اور منطق و فلسفة سے۔ اس محرف نے اشارات قرآنی کو عین ادامر و نواہی سمجھا اور اعمال قرآنیہ کو ایسا نظر انداز کیا کہ ان پر سہنسی اور تحمل اڑایا جا رہا ہے اور تقدس و سکبار کا یہ عالم ہے کہ عالم آخرت کے متعلق یوں جوڑت سے افراء بندی کا نقشہ پیش کرتا ہے کہ گویا وہ خود خدا ہے یا خدا کا رسول۔ لعنت اللہ۔ دعویٰ تھی ہے کہ ہم ہمیں مسلمہ کتاب کی طرح قرآن معاشری میں عالم آخرت کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ مگر اہل تسویہ کے نزدیک اتفاق فی الماء است فی السماء سے زیادہ بھی تک پچ کر کے نہیں دکھایا۔ کیونکہ اسے عربی لکھنا ہی

اپنی ذلت کے اہل یورپ کو بنظر تھیر دیکھتے رہے اور یہرے بندوں سے اپنی حاجات طلب کرتے رہے اور یہری پرتش کی وجہ ان کے بچاری بنے اور ان پر ذلت یہاں تک چھانی رہی کہ ان کے پڑائے کپڑوں میں جو فوں کے شکر دوڑتے رہے۔

مشترق عالمان بندر کی شکل میں

ادودہ خود چار پاپوں

کی طرح پیٹ بھر کر

کھاتے رہے۔ دیکھو تو ذمیل بندر کی شکلیں نظر آتی تھیں۔ جھاؤ یہاں سے، تمہارا مقام و وزن ہے۔ پس خلاصہ یہ کہ آخرت میں جنت اُسی قوم کو ملے گا، جس نے کو دنیا میں جنت حاصل کیا ہے۔ اور مسلمان غالی رہیں گے۔

مشترقی پر ایک اور وحی کا نزول

مشترقی نے جو کچھ فرمادا

سے اپنے قرآن میں درج کیا ہے، وہ مطلقاً قرآن مجید کلام اللہ میں درج نہیں۔ صرف افتراء ہے، جس کو وہ اس صورت میں پیش کرتا ہے کہ گویاں سے خدا نے بلکہ رخود کہا ہے۔ یا جس بیل نے آکر اسے یہ خدائی حکم عطا کیا ہے۔ یہ حال جو کچھ بھی مشترقی اس مقام پر کمال بے دریغی سے مسلمانوں کے لئے پرچھری پھر رہا ہے اور کسی دشمن اسلام سے متوقع نہیں۔

..... سچ پوچھو تو مشترقی جیسے منافق رعایا جب اپنی پرستش کرتے ہیں تو اپنے پکاریوں کے باخسے خونریزی تک جھی پہنچ جاتے ہیں۔ مگر جب حکومت کا دنہ نظر آتا ہے تو سفید جھوٹ بدلتے ہیں کہ ہم نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا۔ کمثل الشیطان اذقال نلاشان الکفر..... اذابری..... حسب و ستور اس نے پرسماں پر انسان پرستی کا فتویٰ جڑوایا ہے۔ حالانکہ اسلامی لڑی پر اس سے بیزار ہے اور مسلمان اُس کے نزدیک بھی نہیں جاتے۔ مگر یاں جہلاء کا طرز عمل اگر قابل اعتراف ہو، تو ہم ذمہ دار نہیں۔

کہ ادخلوا کا قائل خدا ہو گا۔ مگر اس مضمون کی صلیت سے قرآن خالی ہے۔ شامہ مشرقی کو کوئی الگ وحی ہوئی ہو گی جس میں اس پیشین گئی کو پیش کیا گیا ہو گا۔ درد تو خدا پر یہ صاف فقرہ ہے۔ (اغلاط ۱۱+۲۵۵ = ۶۴۴)

مشترقی کے قرآن میں ایک وحی بچہ

فالقول یعنی بشیع

عندهی..... بل نفع عمل کل عامل و نعطيه اجرہ فما انا باطام العاملین وقابل الفائزین الذين لم يك موفی معاشر ما أكرموا الاهتهم احب كل صاحب علو دامعا سخزین كل ما سخز الله له حرف الدنيا لتعز فو امن انا و ما هي هم قاهر ون على من صحف يتخلفون بالأخلاق ولا احب الذين يينظر عن الى الناس من ذل وغنى يسألون عبادنا ويعيد وفهم ملئت شبابهم من التعلم يأكلون كما تأكل الآنعام لا تحبهم إلا قردة خاسئون اهبطوا امن هذه ان عhad كروا الجحيم فما الجنة الا لوارثي جنات الدنيا خلا اس وقت مسلمانوں سے

مسلمانوں کو جنت سے جواب

اسلام ہیرے نزدیک کچھ

حقیقت نہیں رکھتا ہم تو کام ویکھتے ہیں اور کام ہی کا اجر دیتے ہیں۔ اس لئے یہیں کام کرنے والے اہل مغرب کو اپنے یہاں سے دور نہیں کر سکتا۔ اور زبانی اسلام قبول کرنے والوں کو قبول نہیں کر سکتا۔ یہیں نے کہ مجھ کو اپنے میودوں کے بال مقابل دسویں حصہ کے برابر بھی بنظر تنظیم نہیں دیکھا۔ اس لئے یہیں ان اہل علم کو چاہتا ہوں۔ کہ جو کچھ خدا نے ان کے قبضت میں دیا تھا، وہ اس پر قابض رہے۔ تاکہ ان کو معلوم ہو کہ میں کون ہوں اور یہ کائنات کیا پیڑ ہے؟ یہ لوگ مکر و دوں پر غائب رہے ہیں، جیسا کہ میں جبار و قبار ہوں اور وہ یہرے اخلاق حاصل کرتے جاتے تھے۔ اور میں اُن لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو باوجود

انہم کا تعلق ماقبل سے صرف اُس وقت پیدا ہو گا کہ وان دسیلہ سمجھا جائے۔ مگر ایسا کرنے میں تحریف قرآنی کا ذکر کتاب ہوتا ہے اور اگر ان شرطیوں ہو، تو اس کی جزا نہ کرو نہیں۔ بیوں تکہ فاتح اللہ اس پر صحیح دال نہیں۔

الذین احسنوا یہ رکب کل صاحب قوہ کی صفت انتیاری ہے۔ مگر ایسی مختارت ہے اور دوسرے میرے میں تعریف صنعتهم کا مقام جمع کے لئے تھا مگر معرفہ کو دیا گیا۔ داموا دو دفعہ ہے اور معلوم نہیں خلافت کا تعلق کس سے ہے۔ ما سخنِ اللہ لہم کا یہ مفہوم غلط ہے کہ کائنات **تسبیح کائنات** مجھے اجزاء ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس میں جو چاہیں ہم کر سکتے ہیں بلکہ مجھ

طلب یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھلے لے کا حق عطا کیا ہے۔ **وتد اشتباہ علی المشرق** هذ المعنی فصل داصل جملہ دون بعد اپنے معطوفات کے مرفاع ہے مگر ماقبل میں اس کا موضوع منصوب پڑا ہوا ہے۔ طرف خنی کا تسلیع عربہ واستکبار سے ہٹا کرتا ہے۔ ذل و بعی سے نہیں ہوتا۔ مفترقر^۱ کا معطوف الحافا ہے۔ مگر دونوں میں نہ است

نہیں۔ وہ مصدریہ اکم صفت پھر وہ وحدت و جمع سے آزاد اور یہ واحد کے لئے مخصوص ہے۔ اس اگر اسم مصدر کی تاویل کریں تو پتھر ہے کہ اس تاویل کی بجائے اسے پلکر اختصار کا لفظ رکھ لیں۔ تاکہ روزمرہ کے موافق بھی ہو جائے تکلیف مالک سے نیکر دو سطہ کی تمام الفاظ جی جو ہیں انہیں سے تحریق اور تحملہ بالکل مہل ہیں۔ مکملًا کا مصدر تکلیف ہے۔ چنانچہ وارہ ہے کہ حکم اللہ موسنی مکملًا مگر یہاں سلام نہیں کہ غریب مسلمانوں کی یونیں کس سے کلام کرتی ہیں۔ شامد زخم کا معنی مراد ہو گا۔ مگر اس کا کوئی قرآنی قائم نہیں کیا۔ وقلیدلا مایشکوون پر داؤ کی جگہ ف کا دا خلد مزون بنعا۔ الجھنۃ الخلد کا مرکب اتفاق

احترام اور عبادت میں فرق

مگر افнос تو یہ ہے کہ اس کے نزدیک ہر ایک احترام اور ہر ایک توجہ پرستش ہی پرستش ہے۔ نہ معلوم باقاعدہ ڈرل کرنے والے خاکساروں کو ڈرل پرست کیوں نہیں کہتا۔ باقاعدہ سکول جانے والوں کو سکول پرست کیوں نہیں سمجھتا۔ روزانہ چابی لگانے والوں کو مگر ہی پرست کیوں نہیں کہتا۔ اپنے آپ کو خود معبود حقیقی کیوں نہیں جانتا۔ اور اپنے خون سے وعدہ اطاعت لکھ کر دینے والے خاکساروں کو عناصر پرست یا اشرقی پرست یا میلچہ پرست کیوں نہیں کہتا۔

احترام اگر پرستش ہے یا اگر مواظبت علی الفعل عبادت ہے تو سب سے پہلے میلچہ پردازی کی شریعت عبادت لغز الدین میں شامل ہوگی۔ خدا کی قدرت ہے کہ نکتہ اور لفظ میں جو فرق نہیں کر سکتے یا جو مقام اور مقام میں امتیاز نہیں کر سکتے آج وہ علامہ اجل یکہ الہ نہ اجہل بنے بیٹھے ہیں۔ اور غرور و استکبار... اُن کے دلاغ میں کوٹ کوٹ کر اس قدر ثنوں دیا گیا ہے کہ غریب مسلمانوں کو اس بے حرمتی اور تھیسے دیکھتے ہیں کہ کفار کہ بھی غریب مسلمانوں کو نہیں دیکھتے تھے۔ منافقین مدینہ بھی غریب اور فقراء کے ہمہ جریں کی ہتک نہیں کرتے تھے لکھتا ہے کہ یہ ڈنگروں کی طرح **محنت کی صورت** میونچیں کٹا کر بندہ کی شکل بن جاتے ہیں۔ مگر اسے یہ خیال نہیں آتا کہ کرزن فیشن بھی تو آخر محنت کی صورت میں ہی نظر آتے ہیں۔ بنکر پہن کر بندہ کی گھکری دکھاتے ہیں۔ بوڈھ سوڈھ ہو کر بازاروں میں ڈور سے ایسا دکھاتی دیتے ہیں کہ ایک ریچہ چل آ رہا ہے۔ یا ایک دوزخی کی شکل نظر آتی ہے۔ سرابیلہم من قطران (کالاسوٹ) تھشت وجوہہم الناس (سیکھ) ابان و عانی کے بعد غیادة اللہ کی نعمتی استقام ملاحظہ فرمائیے **الملاط** طارہ کے مقابل قابل رکھا ہے۔ وادن تکفروا

قرار دیتے ہیں۔ ہاں اگر اسے شکایت ہے تو صرف م Gouldی جماعت سے ہے کہ جنہوں نے علومِ جدیدہ کی روشنی میں پبلک کے سلسلے اسلام پیش نہیں کیا اور اس!

اعتنا تاجیہ میں کیا ہے؟ کو حمل کرنے میں اپنی جو شخص علوم اسلامیہ

عمر کا ایک معتقد یہ حصہ خرچ کر چکا ہے اور پھر اس کو نہیں بیان (عربی بین) سے بھی خدا داد دشت نامی ہو۔ اور اس کے بعد اس مخطوط الرجال عربیت کے دو رحاظہ میں میں نے ترجمہ دشت نام مولانا اور منیریت کے لیکن میں قرآن مجید کو پیش کرنے والے مدعاں علم و فعل کے دعویداروں کی تصنیف پر بھی کافی عبور ہو۔ ایسا شخص جب تذکرہ کے اُردو حصہ کے بعد عربی حصہ اقتنا تاجیہ پر نظر ڈالتا ہے۔ قوْسے طاف طور پر نظر آتا ہے کہ مشرقی کے غیظ و غصب کا پارہ ۹۷ ڈگری سے بڑھ کر ۱۷۰ ڈگری تک پہنچ چکا ہے جا بجا شرائع اسلام پر تضییگ، یہ جا طور پر امت محمدیہ کی تکفیر اور غلط طور پر اپنے ہم محض مسلمانوں کی تجھیل اور شک فی الالہ ہیت سے منسوب کرنا اور تحریف کلام الہی، افراء علی اللہ اور ترکی ابتلاء قرآن کا الزام دینا۔ چھراپنے دس اصول قائم کر کی تعریف دشت نام ایڈیٹی چھی کا زور لگانا۔ اور مسلمانوں کے سلف صالحین کی تکفیر و تشریک کے بعد ان پر زہانت اور بیداع فی الاسلام کا الزام قائم کرنا اس کے نزدیک جو لائی قلم اور تزہین عبارات کا ادنے تکملہ ہے۔

عربی میں اقتنا تاجیہ کیوں لکھا؟ اسی طرز تحریر سے

دو مقاصد میں پوری کا ایسا ہی حوالہ گی ہے۔ اول یہ کہ مسلمانوں کے پیشوایاں ذہبی کی تزہین و استھنار میں خود امیر القوم بنکر اُسے ایک ویسے میدان مل گیا ہے جس میں ترجمہ دشت نام مدعاں عربیت کو مجال قدم نہ عن

سے استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہاں دونوں پر آہ داصل ہے الماطنہ معلوم نہیں نعمت کا وصف ہے یا جنت خلد کا۔

بہر حال اس لفظ نے صاف بتا دیا ہے کہ مشرقی جماعتی جنت کا قابل نہیں۔ صرف دو حلقی جنت اس کے نزدیک

مشرقی کی جنت صحیح ہے۔ اور یہی عقیدہ اہل یورپ کا بھی ہے اور ایک بیان پر عیسائی

ذہب مسلمانوں پر متعصی رہتا ہے کہ مسلمانوں کی جنت ہشتوں نفسانی کا مقام ہے مشرقی چیزیں لوگ ایسے اعتراضات سے

تنگ ہکر عیسائیت کو قبول لر لیتے ہیں کہ ہاں جنت سے مراد دو حلقی لذائیں ہیں، نہ جسمانی اور جن مسلمانوں نے اس

کے خلاف کہا ہے۔ واقعی وہ شہتوں پرست تھے۔ اس لئے ہم ان سے بیڑا ہیں۔ صحیح ہے طاقتِ مہمانی نداشت

خانہ بہماں گذاشت۔ تم کوں نے جھوپ کیا تھا کنوہ خواہ دخل دی معقولات کا رنکا ب کریں۔ کیا قرآن شریف نہیں

پڑھا کر لا تتفق مالیسی لک بہ علم۔ یہ صاف مخالف ہے۔ کہ بیس سال علومِ مرقوم کی تکمیل کریں۔ تو اسلامی پڑھ

خود بخود حامل ہو جاتا ہے۔ ہاں ہم بھی ملتے ہیں کہ حاصل تو ہو جاتا ہے مگر عیسائیت کے ماحت۔ ورتہ اسلام اور اسلامی

لڑاپر کے ماحت اسے کچھ بھی نہیں آتا۔ لوارقی کی بجا ہے اگر ملن یوٹ ہوتا۔ تو طبیعت نہ کتی۔ مگر کون کہے کہ عبادۃ اللہ

اپنی کمزوری کا معرفت ہوگا۔ (۱۴۷۶۰ = ۳۴۸)

مشرقی کا روپ پیشہ اس کے کمیں محل بحث پر خامہ فرمائی کروں۔ یہ تباہ نیا ضروری سمجھتا ہوں کہ مشرقی نے اپنی کتاب "تذکرہ" کے دو حصول

(مقدمہ اور دیباچہ) میں جو اردو میں لکھے ہیں۔ اپنی دریہ دہنی اور شوخی نہیں دکھلائی، جس قدر کہ عربی حصہ اقتنا تاجیہ

میں دکھائی ہے۔ جو شخص اس کے دونوں اردو و حصہ مشرقی نظر سے مطالعہ کرتا ہے۔ وہ اس دہوكا میں آ جاتا ہے کہ

مشرقی حق بجانب ہے اور مختلف خواہ خواہ اسے ملکہ اسلام

سوگاہی کا یہ عالم ہے کہ تغییر کا موضوع ہی چھوڑ دیا ہے اور قلم توکر بیٹھ گئے

فقرہ ۱۳ کا خلاصہ ۲۵۶
شرقی سے پیر گراف ملے ۲۴۷
میں اپنے آٹھ مزاعمت پیش کئے ہیں

جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) صوم و صلۃ ادراج و رکوۃ کا صل مفہوم کیا ہے (۲۷) ارکان خمسہ اسلام نہیں ہیں (۲۸) اسلام صرف دس جوں خاکاریہ کا نام ہے۔ (۲۹) ارکان خمسہ اصول عشرہ کے حامل کرنے کافر ایک وسیدہ تھے اور ہیں (۳۰) مسلمان بجا نہیں کہ غیر مسلم کی عادات پر نکتہ چینی کریں۔ (۳۱) مسلمانوں کا یہ خیال غلط ہے کہ ارکان خمسہ اسلام ہیں (۳۲) خداوند تعالیٰ نے دیکاں خمسہ کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اصول عقنوکو قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

قول مشرقی ۳۱ دس اصول خاکاریہ توحیفی العمل سے بیسا نہیں پر قابض ہو جاتا ہے۔ یہی فطرۃ اللہ ہیں اور ان پر ای مل پڑا ہونے سے نجات ملتی ہے۔ ورنہ انسان عذاب الہی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور یہی اصول جزوی طور پر پاسبیاء علیہم السلام یہی نوع انسان پیش کرتے رہے اور بھروسی طور پر قرآن مجید نے پیش کئے ہیں۔

تردید ۳۲ پہلا اصول خاکاریہ توحیدی التوحیفی بھل ہے اس کا ثبوت قرآن مجید کی کسی آیت سے نہیں ملتا۔ اول سے آخر تک قرآن مجید میں توحید الہی ضرور نہ کوہ ہے جس کا انکسار غیر مسلم بھی نہیں کر سکتے۔ مگر اس مفہوم کو بدل کر توحیدی العمل قرار دینا صاف تحریف قرآنی ہوگی۔ مشرق چیز کر کہتے ہے کہ جعل الائِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا۔ اس پیغمبر اسلام نے تمام خداوں کی بجائے صرف ایک خدا پیش کیا ہے؟ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عہدہ نیوت میں توحید کا معنے توحید الہی ہے۔ توحیدی العمل صراحت نہیں۔ وہ مدد و یاد یوں کہتے کہ جعل الاعمال عللاً واحداً۔ دیکھو اس نبی تے

ہے اور نہ اگر دخان مسلمان اس میں داخل ہے سکتے ہیں۔ اس سے اس کو بیان فائدہ یہ حامل ہوا ہے کہ پرسیں ایکٹ کی زدے پیچ کر اپنا بجاہتی العربیہ اور تحدیدی فی المتذکرہ میں اسے اعلان کا کافی موقعہ مل گیا ہے اور بعض ناقص العلم تعلیم یافتہ لوگ بھی اس کی عویت پر لٹو ہو گکر کہ رہے ہیں کہ قرآن نہایتی ہے۔ ہندستان کے طول و عرض میں اس کے مقابلہ پر کوئی بھی عربی نہیں لکھ سکتا۔ دوسرا فائدہ اسے یہ حامل ہوا ہے کہ اگرچہ خطوط امن کے خلاف اس میں بہت کچھ بھرا پڑا ہے۔ مگر ادویہ اپنے پرداز پوشی کر رہے ہیں اور کسی کو ستر نہیں ہونے دیتے یا اس استاد ہے کہ ایک بیٹا اگر ایک امر کی تعریف کرتے کہ تے عرش ملکے تک پہنچا دیتا ہے تو پھر اسی کو دوسرا پیر گراف میں ایسا گلادیتیا ہے کہ خداکی پتہ۔ یہ چال اگر اردو حروف میں چلتا، تو تذکرہ یقیناً ایک دن کے لئے بھی قابل اشاعت نہ ہوتا۔

فقرہ ۱۴ کی حقیقت ۳۳ تاہم ہمارا فرض ہے کہ اقا طسابتہ کے پیسے گراف ملکا کا خلاصہ مسلمانوں کے سامنے پیش کریں تاکہ ان کو تلقین ہو جائے کہ وہ صرف مویوں پر مالک صفات نہیں کرتا بلکہ اس نے تمام امت محمدیہ کے اسلام پر مالک ڈالا ہے۔ اور پھر وعظ یہ ہے کہ میں خادم المسلمين ہوں۔ مبلغ قرآن ہوں اور صحیح المہامی عربی لکھتا ہوں بس جان اللہ دیدہ باشد۔

لفظی اغلاظ کا انداز ۳۴ اس قسط میں میرا قلم اس کے لفظی اغلاظ پر زیادہ زور نہیں دے گا۔ یک نو مکہ ناظرین "شمس الاسلام" میں سے مجھے کوئی بھی ایسا شخص لظر نہیں آیا، جو موضع بحث کے اس زدے سخط و ملمعہ ہوتا ہو۔ تاہم میں اپنا فرض سمجھ کر اسی جزو کو بھی بیان کروں گا۔ مگر طزاد ایسکی میں کچھ فرق ضرور ہو گا۔ تاکہ مقلدین خاکاریت کو یہ دہم نہ پڑ جائے کہ میں اب تعلیمی سرگرمی سرو ہو گئی یا تو اتنا شور تھا کہ اخیر تک افتتاحیہ لفظی اغلاظ کا پہنچا ہے۔ یا اب

خلاف کا گلداریں کی بجائے صرف ایک متحدا نہ کار روانی کا حکم ملا ہے؟

وہ سرا صول وحدۃ الامت ہے اور تیسرا طبقاً علی الامر اور ان دونوں کے متعلق گذاش ہے کہ لا تضرف قواؤ کا حکم اور اول الامر کی ہابنداری کا ارشاد حتمی طور پر مدنی سعیدن میں مکونی ہے۔ وہ مکی اسروتوں میں ان کا نشان تک نہیں ملتا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں حکم حاکماً زندگی کے لئے اخلاقی فرض قرار دیتے گئے ہیں اور بنیادی صمول اسلام میں ان کو ہرگز دخل نہیں دردی یہ مانتا چیز کا کہ کی حکومات زندگی میں مسلمان اسلام سے خالج ہے۔

چوتھا صول چہاد بالمال ہے اور پانچواں چہاد بالسیف اور دوسرے صول بھی مسلمانوں کو بعد از قبول ایمان حاکماً زندگی میں دیتے گئے ہیں۔ رکاوہ کی فرضیت اور شہروں پر مدافعاً حملہ کرنا ملی سورتوں میں مذکور ہے۔ میں سورتوں میں ان کا بھی ذکر نہیں۔ ہاں صد قنیطرت اختیاری طور پر دنیا گوئی کی سورتوں میں مذکور ہے، مگر اسے ذکر کیا یا چہاد بالمال یعنی لڑائی کا چندہ قراویہ مشرقی کی کمال نوش فہری ہے۔ پانچواں صول غیر مالک کی طرف ہجرت کرتا ہے اور چھٹا صول استقامت فی العمل۔ عمل یہ سے مراد اگر مدافعاً حملہ ہے تو یہ بھی حاکماً زندگی سے مخصوص ہے اور اگر عمل سے مراد استقلال فی العمل ہے تو یہ ایک عام صول ہے جو صرف اخلاقی حالات سے تعلق رکھتا ہے۔ ورنہ غریب مسلمان جب کسی کام پر امور ہی نہیں تو ان سے استقامت علی العمل کا مطالیہ فضول ہو گا۔ تاریخ اسلامی شاہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکے ہجرت کرنا بند کیا گیا تھا۔ اور کار ثواب میں دخل نہ تھا۔ بے خیز شرقی نے اس واقعے سے ایسا کہ ہجرت کو فرض سمجھ دکھا ہے۔ اور پھر وہ مذکور کا ذکر نہیں۔ بلکہ ہندستان سے یورپ کو ہجرت کرنا مراد یا ہے۔ گویا قرآن مجید دوسری دفعہ اس پر نازل ہوا ہے اور خدا نے وحی حنفی کے ذریعے اسے یہ معنے سمجھا ہے ہیں۔ بعض مقامات پر اس نے ہجرت کا استدلال ان قرآنی آیات سے کیا ہے جن میں منکرین الوہیت کو توجہ دلاتی گئی ہے کہ وہ

اکناف عالم میں بھر کر ایامِ الہی اور اطوارِ قدستِ الہی کے مناظر مشاہدہ کریں۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ خدا ایک

ہے اور وہ مزدود موجود ہے اور ان کے مسیبو داں باطلہ کو نہ یا میں

اللذین دخلی ہے، ائمہ افوارِ قدست میں دسترس۔ اس مضموم

قرآن کو مشرقی نے بیکار کر یوں پیش کیا کہ تم یورپ جاؤ اور

وہاں ایجادوں اور علومِ جدیدہ کی نکتہ آفرینیاں دیکھ کر وجود

الہی پر ایمان لاؤ۔ بھلاں سے کوئی پوچھے، کے آدمی و

کے پیشہ ہی۔ یورپ تنزولِ قرآن کے وقت و حشیانہ

زنگی بس کریں تھا۔ بعدیں ان کو ہوش آیا تو انہیں میں آگئے

ان کو مسلمانوں کی طفیل سے معلوماتِ جدیدہ کا ذخیرہ و ستیاب۔

ہوا تھا دین یورپ کے غلام اس کی تقلید میں لیے اندھے

ہو رہے ہیں کہ علم تاریخ پر یہی نظر نہیں رہی۔ اور کہنے کو کہیں۔

کہ ہم علماء ہیں، ڈاکٹر ہیں، تحقیق ہیں اور وہ ہیں۔

ساتواں صول مکارم اخلاق ہے۔ آشوہاں علم ہے۔ نوہاں

ایمان بالآخرة اور دسویں توکل علی اللہ۔ علم سے مشرقی کے

نزدیک علومِ جدیدہ کا استعمال ہادیے۔ بلکہ تنزولِ قرآن

کے وقت نہ ایسی تھیوریاں تھیں اور دعلم طبیعتیں ایسے

انکشافت نہ وار تھے اور نہ ہی مسلمانوں کو ان امور کی طرف

توجہ دلائی گئی تھی۔ ورنہ ضروری تھا کہ کم از کم حریمین شد یعنی

میں فلسفہ و طبیعتیں اور علومِ جدیدہ کے آثار مزدود موجود ہوتے

اس نے علم سے مراد قرآنی الفاظ میں صرف شناختِ الہی ہے

اور ہیں۔ اور مکارم اخلاق بعد از قبول ایمان واجب لعمل

ہیں اور ایمان بالآخرة صفتِ ایمان میں داخل ہے اور توکل

علی اللہ یعنی بعد از ایمان ہوتا ہے۔ آیاتِ قرآنیہ کو غدر سے

سمجو اور صرف لفظی استدلال پیش نہ کرو۔

(باقی آئندہ)

بعض الاشکح جوابات

(امر مددی)

لنت کی کتابوں میں بھی خلیفہ سے مراد پادشاہ ہے۔ پادشاہوں میں عامل بھی گندے ہیں اور ظالم بھی۔ ہم نبی کو ظالم پادشاہوں میں سے ایک پادشاہ سمجھتے ہیں۔

(۱) اگر یہ خلیفہ برع حق علیین غنے کیوں مختلف کی حالانکہ بخاری کتاب افتن میں ہے کہ من کوہ امر ک شیئافنیصہر فائدہ من خرج من السلطان شیوه امانت میتۃ الجاہلیۃ۔

الجواب۔ فاسق کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔ مگر جس فاسق کی خلافت پر مسلمان جیڑا ایا قہر یا اصلاح تھا متفق ہو جائیں۔ اس کی طاعت شرعاً ہر سلان پر لازم ہو جاتی ہے۔ مگر خلیفہ یا پادشاہ کا وہی حکم قابل اطاعت ہے جو شریعت اسلامیہ کے واضح ارشادات کے خلاف نہ ہو۔ پادشاہ اسلام جب تک مسلمان ہے اب تک اس کے خلاف خود حرج جائز نہیں۔ نہ اس شرعاً عقائد میں ہے قال الحسین رضی اللہ عنہ اصحابی علی فیض لا بالایع فابو الافتخار۔ یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کر بلائیں یہ عدم کرنے کے بعد کہ امت محمدیہ کی اکثریت نبی کو خلیفہ تیلم کرچکی ہے۔ نبی کے پاس جا کر اس کی بیعت کرنے پر احادیث ظاہر کی تھی۔ مگر کوئی نے حضرت نبی کو شہید کر دیا۔ کہ نبی کی بیعت کے بارہ میں اکثر بلا و اسلامیہ متوقف تھے۔ لہذا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اس کی خلافت پر اجماع سے پہلے واقع ہوا تھا۔ نبی میدان کر بلائیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اعداء سے جو مطالبہ کیا تھا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ کا ارادہ قتال و مقاتلہ کا نہ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"میں اس وقت تین باتیں پیش کرتا ہوں۔ تم ان تین میں سے جس کو چاہو، میرے لئے منظور کر لو۔

نیرپر ایں معاویہ کی خلافت

المستفسر۔ کبیر الدین صاحب، اوری پورہ، بیارس۔

۱۔ امام حسین رضی کی امانت کیسے قائم ہوئی۔ آپ کو امام کس بنا پر کہا گیا۔ جب امام حسن رضی نے امیر معاویہ رضا سے بیعت کر لی تو پھر امانت کہاں باقی رہی؟

الجواب۔ قرآن مجید میں لفظ امانت سے مطلق پشویانی مراد ہے۔ اسی لئے کفار کے سرداروں کو بھی امۃ الکفر فرمایا گیا۔

نبوت، پادشاہی، سرداری و نیزہ سب پشویانی کے مارج ہیں۔

لہذا لفظ امام ان سبیں مشترک ہے جو بھی کسی قوم کا کسی امر میں پشویا یا ہادی ہو، اس کو امام کہہ سکتے ہیں۔ ابھی کہ کام تمام علوم خدا کے ہادی ہونے کی وجہ سے امام القاسم تھے۔

اسی طرح خلیفہ یا پادشاہ کو بھی بوجہ سرداری امام کہا جا سکتا ہے۔

اگرچہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ظاہری حکومت حاصل نہیں ہوئی تاہم امانت کے سردار اوس مسلمانوں کے ہادی و پشویا ہونے کی حیثیت سے آپ کو امام اسلامیں کہا جاتا ہے۔

(۲) علیانے اسلام نے نبی کو خلفاء میں کیوں شمار کیا ہے؟ تاریخ الخلفاء رسیوطی وغیرہ) نبی نبی کی امانت پر اجماع عام ہو گیا تھا (تاریخ الامت)

الجواب۔ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق خلافت رشد کا خاتم ترسید ناصح رضی اللہ عنہ کے زادہ میں ہی ہو چکا تھا۔ اس کے بعد جس قتل خلیفہ گندے ہیں۔ ان کی خلافت سے مراد سلطنت و حکومت ہی ہے۔ نبی کا حکمران ہونا تاریخی حقائق میں سے ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ لہذا نبی کو خلیفہ یعنی پادشاہ کہا جاتا ہے۔

الجواب۔ تاریخ ابن خلدون جلد تہم میں ہے کہ حضرت امیر معادیہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیح بن ارطاء نے شہزادہ بلادرم پر فوجشی کی اور لڑتے ہوئے قسطنطینیہ تک پہنچ گئے تھے۔ بعدازال عبد الرحمن بن خالدؑ جہاد کرتے ہوئے بلادرم میں داخل ہوئے۔ وہ سرماد ہیں لکھا۔ اور بسرتے اسی سنہ میں براؤ دریار و سیوں پر حملہ کیا۔ پھر ۶۴۷ھ میں عبد الرحمن بن خالدؑ دوبارہ بلادرم پر حملہ آور ہوئے آٹھ کا امیر معادیہ رضی اللہ عنہ نے شہزادہ میں ایک بہت بشکر مسکر کر دی سفیان بن عوف بلادرم کی طرف روانہ کیا۔ اور اس بشکر کے ایک حصہ پر اپنے لڑکے نیزید کو افسر بنناکر پہنچا۔ اس بشکر میں بڑے بڑے صحابہ رضی میں حضرت عبد اللہ بن عباس۔ عبد اللہ بن زیر، عبد اللہ ابن عمر، ابن عمر، ابن عامر اور

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہم بھی شامل ہوئے۔

آب اگر سفیان بن عوف والے بشکر کوئی قسطنطینیہ پر اولین حملہ آور فرار دیا جائے۔ تب بھی ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس بشکر میں جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے شامل ہوئے۔ وہ سب بشاست نبوی کے مطابق منظور ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد و ہی مقیول ہے جو اعلاء کلۃ اللہ کے لئے ہو۔ ہم کسی کے باطن پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ لہذا بشکر کے کسی ایک فرد کو محض شمولیت کی بناء پر قطعی جلتی قرار دینا جائز نہیں۔

نیزیہ کا نائل اعمال واقعہ حرہ اور کر بلاؤ کی بناء پر اس قدر سیاہ ہے کہ بارہ میں سکوت کرنا ہی فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو جنہیں دینے پر قادر ہے۔ ممکن ہے کہ روز قیامت میں یا نئے رحمت کا بخش دیکھ کر نیزید بھی اللہ کی منفترت کا امیدوار بن جائے لہذا اہلسنت کا مسلک یہی ہے کہ نیزید کے بارہ میں سکوت سے کام لیں۔ نہ تو اسے مغلدار کہا جائے اور نہ ہی اُسے قسطی دوزخی قرار دیا جائے۔ اس کا سامل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تلک امتہ قد خلت لہا ملک است

اول تو یہ کہیں طرف سے نہ آیا ہوں، اسی طرف مجہ کوہ اپس جانے دو۔ تاکہ میں کوئی معلمہ میں پہنچ کر عبادت الہی میں مصروف رہوں۔ وَوَمْ يَكْرِمْ كَوْكَيْ سرحد کی طرف تک جانے دو، کہ دہل کفار کے سامنے لڑا کا شہید ہو جاؤ۔ سوم یہ کتم میرے راستے سے بہت جاؤ اور مجہ کویہ حایز یہ کے پاس دشمن کی طرف جانے دو۔ میرے نیچے پہنچے اطبیان کی غرض سے تم بھی چل سکتے ہو۔ شیعہ کے پاس جاکر براواست اُس سے اپنا معااملہ اسی طرح لے کر رونگا۔ جیسا کہ میرے بڑے بھائی حضرت امام حسن نے امیر معاویہ سے طے کیا تھا؟ (تاریخ اسلام نجیب آبادی حصہ دوم ص ۱۵)

بھی حضور تاریخ نلام ابن خلدون و دیگر معتبر تواریخ میں مذکور ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ تو اپنے لئے طالب خلافت نہیں اور نہ یہی نیزید کے بشکر کے ساتھ قتال پر رضامند تھے۔ مگر ابن زیاد بدنهاد اور شمر جیسے شقی القلب انسانوں نے امام مظلوم کی اس دنوست کو قبول نہ کیا اور حضرت امام زہرا نے اپنے نہایت مظلومیت کے عالم میں شہید کر دئے گئے۔

نیزیہ بھی یاد رہنا چاہئی کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا درجہ محترم بطلق کا تھا۔ اپنے جو کچھ کیا، اپنے اجتہاد سے کیا۔ اس بارہ میں وہ دوسرے مجہدین اُمت کے مقدمہ نہیں تھے۔ لہذا آپ کے کسی فعل پر اعتراض و نکتہ چیزیں روانہ ہیں۔

ذہم بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو بشکر میری اُمت میں سے سب سے اول قسطنطینیہ پر حملہ آؤ ہوگا۔ وہ منظور ہو گا مذکاری شریف) اور جو اموری میں ثابت ہے کہ سب سے پہلے جو بشکر اسلام قسطنطینیہ پر حملہ آؤ رہا، اس کے ایک حصہ کی قیادت نیزید کے ہاتھ میں تھی۔ (اطاحظہ بیوی سخاری شریف، البدا و المہای، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وساتھی، تاریخ الاجماع، تاریخ الامان، تاریخ اسلام وغیرہ وغیرہ)

اور جو ان کے صحابہؓ کے بعد ہیں
آئے عرض کرتے ہیں اسے دیکھیں
جتنی دی اور ہمارے ان جمایوں
کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور
ہمارے دل میں ایمان والوں کی
طرف سے کینہ درکھے۔ اسے دیکھا کر
(پہنچ ۲۷) یہ شک قوی رحم والانہر ان ہے،
ہماری حیثیت اب یہی ہے کہ صحابہؓ کے بارہ میں ذکر
خیر کیا کہ میں اور ان کے لئے منفعت کی دعا کیا کریں۔

اپ دیافت کرتے ہیں کہ حضرت عمر و ابن العاص اور حضرت
ایوبؑ اشعری کی کیا حیثیت رہی؟ اس کے جواب میں گزارش
ہے کہ ان کی دہی حیثیت رہی، جو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان فرمائی ہے۔

الله اللہ فی الحباب لا تختند و خدا سے ڈوادیمرے صحابہؓ کے معاملہ میں خدا کے غصب سے بچو انکو فریم کی بیانی کا نشانہ میرے بعد تباہا ॥	غرقتاً من بعدی - (ترمذی)
---	--------------------------

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اسوہ حستہ ہمارے سامنے
ہے۔ اپ نے جنگ صفين کے دوران میں اپنے اُن شہروں
کے لئے بھی جو تلوار اور تیر لے کر اپ کے مقابلہ میں صفائی
تھے، بگوئی سے من فرمایا (ملاظہ ہو نفع البلاغہ صفحہ ۲۶۴)
جلد اول)، اور اپنی شام کو دیانت اور ایمان میں اپنے برا برقرار
دیا۔ (نیجۃ البیانۃ صفحہ ۲۸ جلد دوم) اس لئے پیروان سیدنا
البتائب رضی اللہ عنہ کے لئے لازم ہے کہ ہر فریم کی بگوئی
وسو روشنی سے احتراز کریں۔

(۲۷) حضرت ایمیر معاویہؓ نے حضرت عین رفق اللہ عنہ کے
بساتھ عہد نامہ میں اقرار کیا تھا کہ "میں اپنے بعد کی کو دیکھی
خود بخود نامزد نہیں کریں گا، بلکہ خلیفہ اجمعیع ائمہ سے
 منتخب ہو گا" مگر ایمیر معاویہؓ نے اس مشعر کی میمع غلاؤ روزی

و لکھ ما کسب تھا کہ نسئلدون عما کافنا بالصلون (سوہہ
بقر پارہ اول)

سیدنا حسنؑ اور امیر معاویہؓ

المستقر رائے زادہ شاد ہماروی چک ۵۵۵ مبلغ
لائل پور۔

(۲۸) جنگ جمل کے بعد حضرت ابوی اشعریؓ و حضرت عمرؓ
ابن العاص جو فرقین جنگ کے متعاقاً و حکم قرار پائے تھے اب انہوں
نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ عائسکے دوران میں صرف
دھوکا کیا۔ اب ان کی حیثیت باوجود صحابیؓ ہوتے کے کیا ہی۔
المحواب۔ کتب سیر و قارئ میں ہر فریم کی رطوبت یا باب
روايات موجود ہوتی ہیں۔ لہذا روايات کی بنا پر کسی صحابیؓ پر
طعن کرنارا انہیں صحابہؓ کرام کی جلالت شان کے مقابلہ میں
راویوں کو جھوٹا قرار دینا زیادہ آسان ہے۔ بنی کرم صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اذا ذکر کسا صحابی فامسکوا جب بیکر
صحابی کا ذکر کیا جائے تو اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔

و اقویٰ شکیم کے بارہ میں تاریخی روایات اگر مستند تصور
کر لی جائیں تو زیادہ سے زیادہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ العرب
خد عتے کے مطابق سیدنا عمر و ابن العاص پنی پالیسی یا
چال میں کامیاب ہو گئے۔ اس چال کی بنا پر اگر ان کو خطہ کار
کہا جائے۔ تو خطلے بزرگان گرفتن خatasت کے مقولہ پر
عمل کرتے ہوئے ہیں ان کے بارہ میں سکوت سے کام
لیتا چاہئے اذکر و امور اکھر بالتجذیب کے حکم پر عمل کرئے
ہوئے اوات کے بارے میں ذکر خیر ہی مناسب ہے۔

صحابہؓ کرام کے بارہ میں ہمیں قرآن مجید نے جو تعلیم
دی ہے یا اس کے رو سے ہم صحابہؓ کے لئے دعا میں منفعت
کرنے پر مأمور ہیں۔ اور دعا میں منفعت سے زیادہ کوئی لفظ
بے ادبی یا استاخی کا اُن کی شان میں کہتا جائز نہیں۔ اللہ
کریم تمام امت محبیہ کو صحابہؓ کے بارہ میں تعلیم دتے ہیں کہ

وہ سینکڑوں برس کے بعد یقینی طور پر اُسے مجرم قرار دیا۔
(تاریخ اسلام جلد اول ص ۵۵)

علامہ ابن حجر نے اصحاب میں بھی اس واقعہ کا انکار کیا ہے۔ اور ابن خلدون "لکھتے ہیں کہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جودہ بنت الاشعت نے بہ سازش امیر معاویہ زہر سے دیا تھا شیعوں کی روایت ہے، جس کی کوئی چیز کہیں سے نہیں پائی جاتی" (تاریخ علماء ابن خلدون اُردوجہجہ جلد چہارم ص ۹۵)

حدت خرگوش اور شیعہ

جانبِ علی محدث امام مسیح دہمی ضلع امک تحریر فرماتے ہیں کہ ماہِ اگست کے جریدہ میں حدت خرگوش پر جو فتویٰ شائع ہوا ہے، اس میں کتب مذهب شیعہ سے خرگوش کی حدت کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔

اجواب۔ یہ فتویٰ سے صرف اُن شیعوں کے اطمینان کے لئے درج کیا گیا ہے۔ جو شیعوں کے لغواعترافات اور پروپگنڈا کی بنا پر اپنے مذهب سے ناواقف ہونے کی بنا پر خرگوش کی حدت میں شبہ کرنے لگتے ہیں۔ اسی من میں شیعوں کی معتبر تفسیر حسن عسکری کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں کے مسلمات کے رہے بھی خرگوش منح شدہ جس سے نہیں ہے۔ عام طور پر ہمیں مخالفت چاہیں شیعوں کو دیا جاتا ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے یہ حوالہ کافی سمجھا گیا ہے۔ ملا باقر مجلسی شیعہ مجتہد اپنی کتاب یادت القلوب جلد اول ص ۲۴۳ پر لکھتا ہے کہ "ما پیغ منح شدہ بعد اسره روز باتی نام" طلاوہ اذیں کتب شیعہ میں خرگوش کی بورت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ تمام درندے حرام ہیں اور خرگوش چونکہ درندہ ہے لہذا حرام ہے۔ چنانچہ جامِ عبادی صفحہ ۱۸۵ پر مدین قسم حرام جوانات مذکور ہے: درندہ ہے کے تمام چون شیر و پینک و گریگ و پارس و کفتار و درباہ و خرگوش و شغلل، "وس معاملہ کس لئے خدا اور کیوں دیا، تو وہ صروری کا حق نہیں ہے کہ

کی اور یہ کو عملی عہد قرار دیا۔ اسی طرح معاہدہ کو توڑ دیا۔
اجواب۔ کسی مقیر کتاب میں ایسی کوئی شرعاً موجو نہیں جس کے رد سے امیر معاویہ ہم کسی کو اپنا واقعی عہد مقرر کر سکتے ہوں۔ تاریخ طبری فارسی کے شیعہ مترجم نے بھی ایسی شرط کا ذکر نہیں کیا۔ ابن خلدون نے بھی اس شرط کو بیان نہیں کیا، اور شیعوں کے ہنول کے مطابق تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ایسی شرط پیش ہی نہ کر سکتے تھے۔ وہ لوگ خلافت کو منصوب سمجھتے ہیں۔ اور اجماع مسلمین یا شوریٰ سے خلافت کا انعقاد جائز ہی نہیں سمجھتے۔ اگر اس روایت کو شیعہ صحیح تسلیم کرتے ہیں، تو اخیں اپنے امت کے عقیدہ سے روگران ہونا پڑے گا اور انہیں یہ ان لینا چاہیے کہ امام کا تقریر امت کے مشورہ یا اجماع سے ہونا چاہیے۔ اور اس امر کے تسلیم کرنے سے انکے مذهب کی تمام عمارت فنا ہو جائے گی۔

(۲) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والی جمعہ بنت الاشعت اور زہر کے معاملہ میں سازش کرنے والے نیز یہ امیر معاویہ یہ لئے انتقام نہیں لیا۔ ان ہر دو کو سزا ملنا بعید از انعماں ہے۔

اجواب۔ زہر خوانی کا واقعہ ہی تحقیق طلب ہے۔ ابن قتیبه نے کتاب الامامة والسياسة میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دینے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اس کتاب کے راقعی صفت نے یہ کتاب صحیح کرامہ پر مطابع جمع کرنے کے لئے لکھی تھی۔ علاوہ اذیں بعض کتب میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے زہر دینے والے کا نام نہیں بتایا۔ مورخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ "عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت الاشعت نے زہر دیا تھا۔ مگر جب خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی تحقیق نہ ہو سکا کہ زہر کس لئے خدا اور کیوں دیا، تو وہ صروری کا حق نہیں ہے کہ

اسلام اور استراحت

(از بولان عبد الماجدی، آئے مدیر صدق)

پر آپ کی لاعلی بہت زیادہ ہے۔

عام طور پر یہ خیال ہے کہ سو شلسٹ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدمعاشری آوارگی کو چھپانے کے لئے اس نام کا لیبل لگا لیتے ہیں۔ یادہ لوگ ہیں، جو آپ کے ایسے بزرگوں کے پاک خیالات سے تادافت نہیں۔ مگر کیا عرض کروں۔ یہ خیال بالکل یہ بنیاد ہے۔ دو چار نام کے سو شلسٹوں کو چھوڑ کر باقی جتنے ہیں۔ سب کو اسکا لیبل لگاتے ہیں، وہ قرآنی کرنی پڑتی ہیں، جسمی امداد اداشت بھی نہیں کر سکتا ہے۔ آپ اسلامی طور پر دنیا کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔

چنانکہ یہی سمجھ سکا ہوں، زکوٰۃ تحریث وغیرہ کی مدد سے۔ لیکن آپ نے کبھی متذہبوں اور بیل مالکوں کے مسئلہ پر غور نہیں فرمایا ہے۔ کہ اسلامی طور پر ان کے جعل کے کیا عامل ہو سکتا ہے؟ طبقہ وارکٹمکش کا حل سوا اس کے

اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ کارخانے مزدوروں کے ہو جائیں؟ اسی طرح کسانوں، زینداروں اور برتاؤی حکومت اور ہندوستانی رعایا کی کشمکش ہے۔ ان کی تحریروں سے یہی ہر فریضہ سمجھ سکا ہوں کہ ان جعل کا حل کا حل یوں ہو سکتا ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔

لیکن اسے کون قائم کرے اور کیوں قائم کرے؟ یہ ہو سکتا ہے کہ بیل مالک، زیندار اور والیاں دیاست بالیم مل کر اسلامی حکومت قائم کر لیں۔ ہم لوگوں کے مزدیک ان میں یہ خواہش پیدا ہوتا ناممکن ہے۔ میکن اگر آپ کے خیال میں ممکن ہے قوان کو فصیحتیں سمجھیے۔ اپنا صدق اُن کے پاس نہیں۔ لیکن آپ تو تصمیمیں کرتے ہیں فرموں

اووہ کے ایک عالی خاندان نوجوان جوانی سو شلسٹ جماعت میں ایک ذمہ دار احیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا ایک طبیل مکتب موصول ہٹوا ہے۔ چند تاگزیر یعنی ترجمات کے بعد بجھہ درج ذیل ہے:-

مولانا محترم۔ ادب!

یہیں اُن لوگوں میں ہوں، جو بچپن سے آپ کے خیالات کو پس کرتے آئے ہیں۔ پہلے میں "سچ" پڑھا کرتا تھا اور پھر "صدق" اب بھی جب کبھی نظر پڑ گئی تو آپ کی سچی باتیں پڑھ لیا کرتا ہوں۔ آپ کے خلوص اور سخیدگی کا قائل ہوں، مگر جس بات سے اب بھی مجھے سخت اذیت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ سو شلسٹوں سے ناراض ہیں۔ مگلیں کے خیالات کو سمجھ کر ان پر تنقید نہیں کرتے۔ اسی طرح عیاشی اور آوارگی

باقیہ از صفحہ ۱۳

پر صاحب بصیرت انسان فیصلہ کر سکتا ہے کہ خرگوش درندوں میں سے ہے یا نہیں۔ کیا خرگوش شکار کر کے اور شکار کو چیرچاڑ کر کھاتا ہے یا اس کی گنلاو قات مخفی گھاس وغیرہ پر ہے۔ شیعوں کے پاس خرگوش کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔ اسی لئے اُسے درندہ قرار دے کر مخفی اہل ست کی خلافت کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔

نیز ہمارا اختلاف شیعوں کے ساتھ اصول میں ہے اس لئے شیعوں کے ساتھ ہمیشہ اصول گفتگو ہونی چاہئے۔ ہم چوکہ اُن کے نہب کے اصول صحیح نہیں سمجھتے۔ لہذا ان کے فروعات سے ہمیں کوئی سروکا نہیں۔

میں کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ آپ کی نصیحتوں کی۔ میں آپ کو سینکڑوں صحیح واقعات سناسکتا ہوں، جن سے شہوت اور غریبی کا قریبی تعلق معلوم ہو سکتا ہے۔

غریبی کا مسئلہ تو شاند مولانا دل کے ذہن میں بھی نہیں آتا۔ کیونکہ قناعت کا جو ہر ان میں موجود ہے، لیکن آپ اُن لوگوں کو کیسے سمجھا سکتے ہیں جن کے ذہن میں ہندستان کی بہادر آبادی ہیں سے وسا کر دی کی برباد نہیں ہو۔ اور وہ محسوس کر رہے ہوں کہ قناعت کا جو ہر دنیا میں کبھی اتنا نہیں پایا جاسکتا ہے کہ وہ ساری مخلوق کو خالوش کر دے اور یہ کہ دنیا میں اگر ذرا سی قناعت اور یہ گئی تو بجائے ان اور اخلاق کے اور بد امنی اور بد اخلاقی پیدا ہو جائے گی کیونکہ قناعت سے صدقی زمین خالی ہوگی۔ اس پر فرمائیں ملکان اور زمیندار اور سامراجی قبضہ کر لیں گے میں اور تفصیل سے لکھتا، لیکن مجھے یقین نہیں کہ ان بالوں سے کوئی دلچسپی ہوگی، اس لئے خط غتم کرتا ہوں؟

مراسلہ نگار صاحب شکریہ کے سخت ہیں کہ مکتب الیہ کے لئے اخبار خیال کا ایک اچھا اور مناسب موقع ہم پہنچا دیا۔ سو شلزم سے متعلق اس کا مطالعہ و سیمیح یقیناً نہیں، لیکن جتنا بھی کچھ ہے، شاید ناکافی وغیرہ قیچی نہ کہا جاسکے۔ کارل ماکس اور لینین کے خیالات، خود انہیں کی زبان سے چاہیں ایک انگریزی میں منتقل ہوئے ہیں میں لئے گئے ہیں بہرہ دشا وغیرہ انگریز سو شلزم سے تو اور کچھ زیادہ ہی واقفیت ہے۔ رومنی تحریر کی حکایت بعض صاحبان تحریر کی ربان سے سننے میں آچکی ہے۔ صنفیات و شہوانیات سے متعلق مطالعہ تو ایک حد تک وسیع بھی کہا جاسکتا ہے۔ سو شکل طبقہ کی قربانیاں نہ پہلے زیر بحث تھیں زاب ہیں۔ گفتگو صرف سو شلزم کی تعلیمات کی صداقت کے باپ میں ہے۔ اور قربانیاں حق و صداقت کی دلیل کسی معنی میں بھی نہیں بن سکتیں۔ اہل باطل نے باطل کی جماعت

مزدوروں اور کساوں کو۔ مزدور اور کسان بھی مل کر اسلامی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ مگر اس کیلئے کوئی راستہ چاہئے۔ اس وقت چورستہ سامنے ہے، وہ ہندو مسلم اتحاد، کسان سبھا، مزدوں بھائی کا نگر، اسٹرائلک، لگان پندی، سنتیہ گرہ کار استہ ہے ان چیزوں کے بارے میں عملی اور نظری بکثرت تجزیات ہیں۔ لوگ برابر تجزیے کر رہے ہیں اور کامیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس را پر چل کر ہو حکومت قائم ہوگی۔ وہ عام ہندوستانیوں کی ہوگی نہ اسلامی حکومت۔ آپ اگر اس پر مذکور امام کو غلط سمجھتے ہیں، تو کوئی دوسرا پر گرام پیش کیجئے۔ جو واقعات پر مبنی ہو۔ اور اس زمانہ سے میں لکھتا ہو۔ اور اگر اس پر آپ کو پورا عقیدہ ہو تو تھوڑا سا عمل کر کے دکھائیے۔

عیاشی اور زنا کے بھی آپ بہت خلاف ہیں، مگر اس میں بھی آپ کی نگاہ ہوں یہی راجہ صاحبان اور بہت اونچی بیسوائیں ہیں۔ آپ اوسط طبقہ کے نوجوانوں کو بھول گئے جو لوڑ کپن سے نوجوان اور نوجوان سے جوان اور پھر بڑھے ہو جاتے ہیں مگر کبھی اتنا پیسہ نہیں ہوتا کہ شادی کر سکیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ آپ شہوت کی طاقت کو بھول جلتے ہیں بیسوائیں پر غور کرتے وقت آپ ان کر وڑوں نکلا ہیوں کو بھول جلتے ہیں۔ جو دو دو آن پر تین تین چار چار اندر ہے، تو لئے، کانے، بیمار، بد بودار مردوں کے ساتھ رات بسر کرتی ہیں۔ لیکن کا پیشہ شہوت اور عیاشی کی وجہ سے ہوتا ہے؟ آپ اگر صرف جرائم خلاف و ضعن فطرت کے اسباب پر غور کریں، تو بھی زنا کا مسئلہ کافی صاف ہو جاتا ہے! ان پر غور کرنے کے لئے مناسب ہو گا کہ زندگی میں ٹھہر کر ذرا زندگی کے اُن طوفانی لہروں کا مطالعہ کیجئے جو انسانی جوہر کویات کی بات میں کیجئے۔ شادیتے ہیں۔ جو شخص انسانی روح کی ان تباہیوں کو بھگت رہا ہو یا بھگت چکا ہو۔ اس کی نگاہ

چنانی، سوتے، نملہ وغیرہ کی سجارتیں پر عادلانہ قیود، بروڈ بیگری میں حقوقی و اجنبیہ کی ادائیگی کا استھان، ترقیداً وہ کے حق میں آسانیاں، غرضِ اسلامی ایامات کا نظام پورے کا پورا آ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد "طیف و کامش" سرے سے باقی ہی نہیں رہ جاتی، جو آج عطا یوں اور اندازیوں کے علاج کی بتا پیدا نہیا کے سر پر کا بوس بن کر مسئلہ ہو گئی ہے جیسا کہ حادث کا لمحہ پیدی طرح موثر جسمی ہو سکتا ہے۔ جب اس کے ہر جزو، اس کی ہر تدبیر اس کے بتائے ہوئے پر ہتھیار اس کی تجویز کی ہوئی غذا، غرضی سب پر پورا عمل ہو، اسلامی نظامِ حکومت قائم ہو جائے کے بعد اقل تدین پڑے بڑے کارخانے، یہ بڑی بڑی میں خود ہی زیادہ نہ رہ جائیں گی۔ اور اگر ہیں بھی تو اتنا قبول یقینی ہے کہ معاملہ "مأکوں" اور "مزدوروں" کے درمیان نہیں بلکہ معاملت و معاشرت دونوں بھائیوں بھائیوں کے درمیان رہ جائے گی جزئیات فقة میں تو الحکم پہاڑک ملئے ہیں کہ قلنی سے اسباب اٹھوانا، کرایہ کی سواری پر قدم رکھنا، اُس وقت تک جائز نہیں جب تک قلنی سے یا سواری والے سے اس کی صرفی کے مطابق اُجرت ٹھنڈی جائے۔ اور مزدوروں سختے تو صیحت میں صراحت ہے کہ ان کی اُجرت فرداً اُن کے حوالہ کر دد۔ قبل اس کے کام کی جلد کا پہیہ خنک ہوتے پائے یہ باتیں حضرت خانی اور نظری نہیں۔ دیتا ان کا علی فوڑہ سالہاں سال بہک دیکھ جیکی ہے۔ عثمانؑ جیسے عقی (آج کی) اصطلاح میں "سرماہہ دار" اور عبد الرحمن بن عوفؑ جیسے امیر کبیر ایک ہی دستِ خواں پر بے تکلف سلطان قاریؑ اور عمار بن یاسرؑ اور ایال الدار، رضاؑ اور ایا الہر یہ رضاؑ کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ آج رونا اس کا ہے کہ زیندار کاشتکاروں کو پیسے ڈالتے ہیں، حالانکہ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عرب بن عبد العزیزؓ تو یاد شاہوں کے مالک تھے

و نصرت میں ظاہر ہیں نظروں میں۔ ہمیشہ اہل حق ہی کی طرح جوش و غلو احیت و غیرت دکھلاتی ہے، بت پرستوں کا جوش و خروش بُت پرستی کی حمایت میں اُس سے کچھ کم ہوتا ہے۔ جتنا اہل توحید کا توحید کے حق میں ہوتا ہے؟ ابوالوَلْوَلْ فیروز (قاںلی حضرت عمر فاروق رضی) اور عبد الرحمن ابن لمجم (قاںلی حضرت علیؑ مرتضی)، نے کیا اچھی طرح جان بُجھے ہی کہ اپنے کو ولیٰ ہلاکت میں ڈالا تھا، خود آج آپ آنکھوں سے کیا دیکھ رہے ہیں؟ جو بن سپاہی کس بے جگہی سے لڑ رہے ہیں؟ ہندوستان میں اکالی سکھوں نے اپنے "حقوق" کی خلافت میں، اہل ست لکھنو نے "مدح صحابہؓ" کی خاطر شیعیان لکھنؤ نے تبرکی حمایت میں "خاکساروں" نے اپنے چھنٹے کی نصرت میں، غرض کس نے جیل جاتے، ماں کھانے، گولی کھلنے سے قدم بچھے ہٹایا ہے؟ جب یہ صوبت حال ہے تو سو شلیٹ افراد کی ترباقی ترباقیوں" کی داستان کچھ پیشکی سی پڑ جاتی ہے تائنسہ اگر پھر بھی "صدق" میں اس موصوف پر قتل اٹھانے کااتفاق ہو تو لفتگو صرف سو شلیٹ کے اصول پر رہے۔ البتہ یہ تحریک میرا ضرور ہے کہ جب کوئی تحریک داخل فیشن ہو جاتی ہے۔ تو اس میں زیادہ تر شرکیک ہونے والے وہی ہوتے ہیں۔ جو غور و تأمل کی بنا پر نہیں، بلکہ فیشن یا زمانہ کی ہوا ہی کی بتا پر شامل ہو جاتے ہیں۔ سو شلیٹ کی تحریک اس کلید سے مستثنی نہیں۔ رہا یہ کوئی تحریک خود داخل فیشن کیونکہ ہو جاتی ہے اور جل کیونکہ پڑتی ہے؟ سو اس کے اسباب کے تحریک کا موقع نہیں۔ اسباب مختلف ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان میں حق و صداقت کا عنصر مطلق بھی شامل نہ ہو۔ آپ نے پسح لکھا کہ "صدق" اصلاح صالات خالصۃ اسلامی ہوں پر کرنے کی دعوت دیتا، ہتا ہے اور اس کے تحت میں زکوٰۃ کی ادائی، صدقات کی تنظیم، جائز داد کی عادلانہ تعقیم، سودا کی حرمت، اسراف کی حرمت

کی۔ اخلاقیات، معاشریت، سب کے نظام الگ الگ مقرر کئے۔ سب ایک دوسرے کو زور تقویت پہنچانے والے۔ یہ تو فرنگیوں کا جاملاً فلسفہ "تنازع للبیقا" کا ہے جس نے فریگستان اور ہندوستان سب کے دامغول پر مسلط ہو کر سرایہ داروں، صراپائیوں سب کے نزدیک ایک مستقل و مترصورت "کشکش" اور "تنازع" کی مختلف طبقات انسانی کے درمیان ناگزیر بنا دی ہے۔ اسلام نے اس تمام تر عالم و گروہ کوئی فلسفہ ہی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ اور وہ قائل "تنازع کا نہیں، توافق للبیقا" — *for alliance* (consensus) کے اصول کا ہے۔ اس نے جو امت کا تجھیل قائم کیا ہے اس میں سب ایک دوسرے کے حریف و رقیب نہیں، شرکی و ہمدرد و علیسار رہتے ہیں۔ امرا کا وجود اس کے ہال اس لئے نہیں کہ وہ غصب کر کر کے امیر سے امیر تو ہوتے جائیں، بلکہ اس لئے کہ اپنے دو حصتی زیادہ غرباد کے کام میں لگا سکتے ہوں، لگائیں، بادشاہ رعایا پر "حاکم" نہیں ہوتا محض رائی ہوتا ہے، مگہبیان اخیر رکھنے والا، مرسٹی ہاتھی، حاکم صرف حق تعالیٰ ہے۔ اور تو آور، بادشاہ قانون ساز تک نہیں۔ قانون ساز صرف اللہ ہے، اسلامی بادشاہ کا کام صرف نہیں تو انہیں الہی کا نافذ کرنا، اس نظامِ الہی کو پہنچانا ہے۔ رعایا کا ہر فرد اس پر نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ اس کی مزدورت نہیں کہ فلاں امتحان پاس کر کے فلاں مقدار جائز کا مالک ہونے کے بعد وہ تو کا حق حاصل کر سکے۔ اور سوال بیرونی براہ راست خود نہ پیش کر سکے۔ بلکہ بالواسطہ کی رکن مجلس قانونی کے ذمہ بھرے سے پیش کرائے اور پھر یہ نکتہ چینی ہر فرد کی طرف سے ہر وقت ہو سکتی ہے۔ بادشاہ پانچ وقت مسجد میں بہر حال آئے گا۔ بس وہیں بغیر کسی صنایع پر پی کے بہر عالم سواں ہر شخص کر سکتا ہے۔ اسلامی فرمادا کرنے سمجھی ہی سب کچھ۔ سہیلی، کونسل، سینٹ، پارلیمنٹ کی سرپلٹک خواریوں کی تعمیر میں دولت قانون

اور ہر پڑے سے بڑے زیندار سے کہیں زیادہ طاقت اور حکومت و مقدرت رکھتے تھے۔ پھر وہاں ہی کبھی حکومت کے مظالم کا، سخت گیر پوس، تشددات کا و تارونا پڑا یا یہ بات ہے کہ جب میں آزادی، خودداری کا احساس ہندوستانیوں سے کم تھا، اسلام کے حلقة گوئیوں کو چھوڑ لیے۔ اسلام کے نکتہ چیز مودع ان بادشاہوں کے طرزیں میں متعلق کیا لکھ کر کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح فطرت نے اپنے تمام شعبوں میں اختلاف و فرق مرتب قائم رکھا ہے۔ کوئی حسین ہو گا۔ کوئی بیکل، کوئی گدا، کوئی کلا، کوئی دراز قد، کوئی پستہ قامت، کوئی وجہ، کوئی کم نہ، کوئی خوش الحان، کوئی بیادواز اور کوئی طاقت کوئی کمزور ہی طرح امداد و ثروت کا اختلاف بھی ایک حد تک تمازن رہتا ہے کوئی امیر ہو گا کوئی غریب، کوئی حاکم ہو گا کوئی حکوم۔ بوسنڈم کیبود نزم یا کوئی بھی "ازم" ہو جو اس تنوع کو منادیتا چاہتی ہے دنیا کو تماثل کا و کثرت کے بجائے جلوہ گا و دحدت بنا دیتا چاہتی ہے۔ وہ فطرت سے جنگ کرہی ہے۔ قرآن مجید کی حکیما دیت و لا تتمتنوا ایما قصیل تغضیکو علی بعض ای جانب شیر ہے۔ مراتب تکمیلی میں شعبوں غیر ارادی میں، اختلاف و تقاضا جزو فطرت ہے۔ البتہ اس کی بنا پر ظلم و تھیث کا حق کی کوئی نہیں۔ باعتبار حقوق پرشی سب برا بر ہیں انسانی مشینوں کے پر زدن کی طرح اس کائنات کی مشینی کا بھی ہر پر زدہ اپنی جگہ پر اپنا فرضی منصبی ادا کر رہا ہے۔ اور پر زدہ کو ہرگز چھوٹے سے چھوٹے چھوڑے کی بھی تھیث کا حق حاصل نہیں۔ بن یہ نکتہ غوب ذہن لشین کر لیا جائے تو سارے سوالات از خود رفع ہو جاتے ہیں۔

شریعت فاطری نے محق نظام مالیات پر مقاعدت نہیں لے گر فائدہ فرمائے جائز میں وجد و صر و عراق دیمان دشام و فلسطین سے متعلق ذرائع کی (مشہور جرم من مستشرق) کے الفاظ میں

The Caliph as his meaner.

دوسرے کو کہتی مارکر تھچھے پڑادینے، گلادینے کا باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

دیافت کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کو ناطبق قائم کرے گا؟ جواب میں عرصہ ہے کہ نزد اور نادار (Horse) اور نادار (Horse) دو نوں مل کر۔ وہ حکومت سب کی ہوگی۔ ہر طبقہ کا اس پر بیکاں حق ہو گا۔ اور یہ طبقوں کا نام بھی تو آپ کے ناق کی رعایت سے لیا جا رہا ہے، ورنہ حقیقت جس مبنی میں "طبقہ" (Classes) کا فقط آج بولا جاتا ہے۔ اس کے لحاظ سے تو کوئی مستقل طبقات "امت اسلامیہ کے انہوں ہوتے ہی کے نہیں۔ جو اہر لال اور دوسرے سو شلث لیڈر بار بار جس (Humanity) سوسائٹی (Society) کا نام لیتے ہیں۔ اس اہم کامنی دیباں اگر پایا گیا ہے تو وہ امت اسلامیہ ہی قوبے۔ یہاں کے سوا آد، آپ کہاں جائیں گے کہ امیر و غریب، فوٹھل و قیم الاسلام سب ایک ہی مسجدیں ایک دوسرے سے ملکر نماز کے لئے کھڑے ہوں۔ یہ نہیں کہ فلاں کے مندر میں فلاں نہ جائیں کہ اور فلاں کے مندر میں فلاں۔ گوردوں کیلئے گرجا الگ ہو، کاولوں کے لئے الگ۔ یہ بات سو ایہاں کے اور آپ کہاں پائیں گے کہ "شرف" و "رذیل" اور پخت پچ سب ایک دسترخان پر بیٹھ کر ایک پلیٹ میں کھانا کھائیں، ایک کلاس میں پانی پیئیں؟ یہ نہیں کہ ایک ایک ذات اور ذات ذات کے بچے کے الگ الگ ہوں اور ایک برتن میں کھانا اور پینا الگ ہے۔ ایک بچ کے ہمک میں بھی بیٹھ سکیں۔ یا سپاہی کی مجاز نہ ہو کہ کہنل کے ساتھ ساتھ ایک میز پر کھانے کے لئے بیٹھ سکے۔ یہ دستور سو ایہاں کے اور کہاں آپ کو ملیگا۔ کہ بڑے چھوٹے، رشیں و مفلس دفن ایک قبرستان میں ہو۔ یہ نہیں کہ ان کے قبرستان میں ان کا مرد، نہیں اسکتا۔ اور ان کے گورستان میں ان کا!

اسلامی حکومت قائم کرنے میں معین و شریک ہر دو

خپچ کرنا یہ سب داخل اسراف۔ پھر بڑے سے پڑا بادشاہ بھی غیر مسئول نہیں۔ حاکم اعلیٰ کے سامنے، حکم الحاکمین کے حصوں میں جواب ہی اور مسئولیت کی عیشت سے اپنی ادنیٰ سی ادنیٰ رعایا کے بالکل برابر غفلت کے ڈر گرنے اور احساس ذمہ داری بیدار رکھنے کے لئے کوئی طریقہ اس سے بڑھ کر موثر ہو سکتا ہے؟

ساری اہمیت میں اسی سلطنت ذہبیت کے پیدا کرنے اور ذمہ داری کی روح دوڑادینے کے لئے کیا اچھا طریقہ اسلام نے اختیار کیا ہے کہ د حقوق پر نہیں، بلکہ تماز فرانچ پر دیتا اور یہ مقام تخلیہ اُن مقامات کے ہے جہاں قانون اسلام کی بلندی تمام دوسرے قوایں سے، تمام انسانی شریعتوں سے علانية ممتاز نظر آتی ہے۔ آج سائے شر و فساد کی بنیاد بھی "حقوق طلبی" کا خط ہے۔ لڑکے کہتے ہیں کہ ہمین مدرسے میں فلاں فلاں "حقوق" لئے چاہیں، اور نہیں ملتے۔ اس لئے ہم اسٹرائک کرتے ہیں۔ بیویان کتی ہیں کہ خانگی زندگی میں ہمیں فلاں فلاں "حقوق" لئے چاہیں اور نہیں ملتے، اس لئے ہم اعلان جنگ کرتی ہیں۔ غرض اجتماعی اور ذمہ داری دوتوں زندگیوں کا ایک ایک شعید اسی حقوق طلبی کی بتا پر ایک مستقل رزم گاہ بن گیا ہے۔ یا ان سے لڑ رہے اور ان سے۔ یا کہتے ہیں ظالم قم ہوا وہ کہتے ہیں، اپنی طرف تو دیکھو۔ فلاں فلاں زیادتیاں تم نے کی یہی کی ہیں۔ ایک خاڑ جنگیوں کا چکر اور تسلی ہے کہ برادر جاری اور قائم ہے!۔ اسلام نے حکم بڑوں کو دیا کہ ان پر چھوٹوں کے ساتھ رحم و شفقت و ادائی حقوق فرض ہے۔ امیروں کو بتایا کہ غربوں، مغلبوں، مسکنیوں کی خبر گیری ان پر فرقن ہے۔ شوہروں کو جسلا یا کہ بیویوں کے ساتھ حُسن سلوک ان پر فرقن ہے۔ غرض اہم کے ہر طبقہ پر، ہر طبقہ کے ہر برادر پر فرانچ کا لیبل ایسا چکا دیا کہ اس کے بعد کوئی سوال کشکش کا، مسایقت کا، ایک

کوئی ہمیشہ مشکل سے گزرتا ہے کہ کسی نئے شفاقت و اختلاف کی خبر مشارعِ ہدیٰ ہوا دریس پ بالکل قدرتی ہے۔ اس نے کہ بخوبی سیدھے گرہ کے، کہ وہ تو ناقص ہی، بہر حال ہے ایک خلافی در وحاظی تحریک، باقی اور سب تحریکات کی بنیاد بخوبی جاتے، حیثیت ذات اور دنیا پرستی کے اور کس چیز پر ہے؟ شفاقت وہی نکلنے ہی تھے، جو نکل رہے ہیں۔

اسلام کا ظاہری قانون ہزار مکمل ہی، اس کامیابی ملکیتی، لاکھ ہجہاں ہی، اس کی تقسیم دولت کیسی ہی عادلانہ ہی، مفاسد کے سواباب اور شر و ضرر کے اتساد کے لئے مزدودی تھا کہ ان مادی قوانین کو مد اور قوت پہنچائی جائے اخلاقی قوت سے، اور ایک بڑی اخلاقی قوت کا نام قائم ہوتا ہے۔ اور اسلام نے اس کی تربیت کا خاص اہتمام کیا ہے۔ فنا صندھ ہے جوں کی اور قناعت نام ہے ضبط ہوں کا۔ ایک بہت سادہ اور آسان سی ریاضت، لفظ ہے۔ خدا ہم آپ نے اسے اس قدر دشوار کیوں کچھ لیا ہے۔ ہمت اور قوت ارادی اگر سرے سے ضرف ہی نہ کی جائے، قوتوں کی ہر آسان سے آسان چیز مشکل ہے۔ درہ تھوڑی سی ضرف ہمت کے بعد قناعت کچھ بھی دشوار نہیں رہ جاتی۔ ہم کو دریں سے ۹۳ کروڑ کے لئے کیا بھی، کسی ایک متنفس کے لئے بھی نہیں۔ پھر قناعت کا یہ تصور بھی بہت بحیرہ قشم کا ہے کہ "قناعت سے جتنی زندگی خالی ہوگی اُس پر تین حصے مل مالکان اور زمیندار اور سارے بھی کریں گے؟" اگر مالکان مل وزمیندار و خیرہ اتنے قسی القلب تسلیم بھی کرنے چاہیں کہ ان کے دل قناعت کا سبق از خود لے ہی نہیں سکتے، تو کیا مزدوں کا شکار وغیرہ کی قناعت کی برکت بھی بالکل یہ اثر ہوگی۔ کم از کم انہیں غرباً کی قناعت متعذد ہو کر انشاء اللہ پھر میں جونک لگادے گی۔

جن طرح دین اور شرعتین عرف دوہی ہیں ایک توحیدی دوسری لا توحیدی۔ اسی طرح حقیقت مکمل و تہذیب میں جو دنیا

فرد ہو گا جسے اپنا اسلام عزیز ہے۔ اور غرباً کا طبقہ قدیماً اس میں پیش میش ہو گا جیسا کہ اس کے قبیل ہر اصلاحی و ایمانی تحریک میں ہوتا آیا ہے: صدق کے پاس اس کے سوا اور کوئی پردگرام نہیں اور یہی پایام وہ پہنچتا رہتا ہے طبقہ امام سے زیادہ طبقہ عوام دغرباً میں۔ امرا میں تو اس کے خریدار ٹوپی ہی میں ہوں گے۔ باقی پچاسوں اور سینکڑوں کی تعداد میں وہ عوام اور غرباء ہی کے ہاتھ میں پہنچتا رہتا ہے۔ اس کی "نصیحتیں" جو بھی کچھ اور حسیں بھی کچھ ہیں، والیاں ریاست اور قلی و مزدود سب کے لئے یکساں کھلی ہوئی ہیں۔ یہی ایک پردہ گرام ایسا ہے، جو "واقعات اور واقعیت پر بنی ہے" اور اس زمانہ اور ہر زمانہ سے میل بھی کھاتا ہے۔ رہا اس پر گرام پردہ یہ "صدق" کا عمل، سوائے اپنی بے عملی اور ناہلی کا تو پڑا اعتراف ہے۔ پھر بھی توفیق الہی جتنا بھی ساتھ دے جاتی ہے ایک محدود و اولیٰ پہنچاں پر عمل ہوئے ہی جاتا ہے مشاہدہ۔ و ذاتی علم کی ضرورت آپ سمجھیں تو بستر تام دوچار روز دوچار ہفتے جتنا چاہیں، قیام فرما سکتے ہیں۔ کوتا ہیاں آپکو اس کے عمل میں یقیناً ملیں گی۔ یکن ابھی کوتا ہیاں تو تماز روزہ ہر شنبہ عبادات میں ملیں گی۔ اس عمل کے لئے "میلان" اور سپلک پلیٹ فارم مطلق ضروری نہیں۔ ہر ذرخانوں کے ساتھ اپنی بساط کے موافق اپنی محروم و خانکی زندگی کے اندر اس را پرچل کریں کا عملی خورہ پیش کر سکتا ہے۔

دوسرے پر دگرانوں کی جانب جو اس ایجاد کیا گیا ہے، وہ نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ کیا یہ بھی ضرورت ہے کہ ان پر دگرانوں کی علی اور نظری کرداروں کو کھوں کر بیان کیا جائے؟ اب ۲۰ سال تو تحریک کے ہو گئے۔ انتشار، اندرونی انتشار اتنے دنوں میں کچھ گھٹا کہ اور پڑھ گیا؟ کاگزیں اور مختلف کالکٹیں تحریکات کی تکمیر کو چھوڑ دیئے۔ خود کا گلکٹیں کے اندر کتنی پانیاں اور پارٹی در پارٹی پیاں ہو چکی ہیں؟ کسی کیسی ایک دوسرے سے بدگاں رکھنے والی، ایک دوسرے پر الزامات لگانیوالی،

منتقل کر کے، افراود کو اس نام سادی حصہ دار بنا دیا جائے۔
— یہ علاج بالکل ایسا ہی ”عطایا نہ“ ہے جسے کوئی عطا ہی کسی مریض کو شدید مخالبیں جلتے بھلتے دیکھ کر غایت شفقت و ہمدردی سے یہ تجویز کرے کہ مریض کو خارجی ذرائع سے خوب ٹھنڈا پہنچاؤ۔ پنچھا جعلو، ٹھنڈا پانی جسم پر ڈالو۔ اس سے گرمی بہت جائے گی۔

شریعتِ اسلام نے اس کے بر عکس، مرض کے حل اسباب اور حقیقی رعیت پر تنظری اور حسب معمول حکیمانہ وقت تظریت سے کام لے کر نظام معاشرت ہی ایسا رکھ دیا جس میں ایک جگہ اجتماع دولت کی نوبت ہی سچی الامکان نہ آئے اور اگر کہیں آجائے تو اس کے مقاصد توہر حال روتا ہونے نہ پائیں۔ ایک طرف تو اس نے ذاتی ملکیت، شخصی جانشاد کا حق پوری طرح تسلیم کر کے افراودی جدو جہد کو جاری رہنے کا پیغام و مع دیا۔ دوسری طرف سود کو ہر صورت اور ہر حال میں حرام قلعی قرار دے کر نظام شریعت میں داری کی جڑ ہی کاٹ دی۔ پھر ترکہ بہت میں جانشاد کی تقسیم ہا دلانہ کرکی۔ محروم کسی مدد و شر میں بھی نہیں ہے دیا۔ زرداروں پر تاداروں کی امداد فرض کر دی، یعنی یہ امداد تاداروں پر کوئی احسان نہیں، ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں۔ جسے وہ قبول کرتے شرعاً میں۔ یا اس کی بناء پر نداروں میں کوئی جدیدی اقتضا رپیدا ہو اور ان سب کے علاوہ دولت و ثروت کو ایک امانت الہی کا مرتبہ دیا۔ اسراف، نماش، نفس پرستیوں کو دین و اطراق کی عمدالت میں مستقل جنم قرار دیا۔ اس طرح دولت کی ”مساویانہ“ تقسیم کی غلط کوشش کے بجائے اس کی عادلانہ تقسیم پرندو دردے کر جائے ایک جھگڑے اور مخاصمت کی چیز کے اُسے غلق کے حق میں ایک نعمت اور رحمت بنادیا۔

یہ سُلْ جل دوہی قسم ہو سکتی ہیں۔ ہمی ایک توحیدی، دوسری لا توحیدی۔ دین وحدت یا دین توحید صرف ایک ہے، جس طرح خدا مستقیم صرف ایک ممکن ہے۔ اور یہ دین اپنی ایک مخصوص تہذیب، مخصوص تہذن، مخصوص قانون رکھتا ہے۔ اس کے مقابل لا توحیدیت بے شمار مظاہر رکھتی ہے۔ جس طرح خطوط منحنی بے شمار ہو سکتے ہیں صحت صرف ایک شے کا نام ہے۔ عدم صحت یا بیماری کی صفتیں صدھا ہزار ہیں۔ لا توحیدیت اپنے اندر باطل کی بے شمار صفتیں رکھتی ہے۔ اور شرک، لامحاد، تحریف دین کے تمام مظاہر پر شامل ہے۔ اس کی تہذنیں میں اور اس کے تہذن بھی کثیر اور متعدد ہیں۔ لیکن ایک چیز سب میں مشترک میلگی۔ یعنی اعتدال کے قانون حکمت سے ہٹا ہونا۔ مسائل حیات پر نظر ان کے اندر، ہمیشہ کسی ناقص اور محدود ہی پہلو سے ہٹی۔ ہمہ جتنی لفظی نظر ان کے منصب میں ہٹی نہیں۔ یہ لا توحیدی یا باطل تہذنیں چونکہ ننگی گی غلط تقییہ مسائل کائنات کی غلط تعبیریں ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کے فتوؤں اور رخنوں کے امکانات بہت زائد اور قوی رہتے ہیں۔ یہ ایک غلطی کی اصلاح دوسری غلطی سے کرنا چاہتی ہیں۔ گویا ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے دوسری بیماری سنتہ کر دیتی ہیں۔ اس سے فلکیوں، گراہیوں، بیماریوں کا ایک دوسرے سلسلہ قائم ہو جاتا ہے اور صحت اصلاح کی منزل جوں کی قسم ہو رہتی ہے بتقییم دولت کے معاملہ میں بھی بینا دی غلطی یہ ساری باطل تہذنیں کرتی آئیں اور آج بھی کر رہی ہیں۔ افراد کے دریباں دولت کی نامساوی تقسیم ایک مشاہدہ اور واقعہ ہے۔ اس سے تو کسی کو انکار ہی نہیں۔ سو شسلیم اور کیونزم کی لا توحیدی تہذیب نے اس کا ملاج حسب معمل سطح یعنی سے کام لے کر یہ تجویز کیا کہ ذاتی ملکیت کو مشاہدیا جائے اور دولت کو افراد کے امام سے نکال کر اسٹیٹ (حکومت) کی طرف

پذکاری کی جانب آمادہ ہو، خواہ اس عمل کا تعلق لائے سے ہو یا سامنے سے یا باصرہ سے، یا شامہ سے جائز نہیں۔

ایک طرف تو یہ بندیں اور پابندیاں ہوئیں، دوسری طرف آزادیاں اور سہولتیں پر کھی گئیں ہیں۔ کہ نکاح میں دشواریاں کچھ بھی نہیں۔ دائرة انتخاب نہایت وسیع، بکر محدودے چند سو گز رشتہ داروں مثلاً اس پاپ، بھائی بہن، چاپا، ماہوں، وغیرہ کے ہر مرد کا نکاح، ہر عورت کے ساتھ جائز، نکاح کے وقت مصارف کچھ بھی نہیں۔ عورت کی طرف سے چیزیں، مرد کی طرف سے قسم ہر، دونوں مختص بحیثیت۔ اس کا اعتمام کو بارکی فریق پر بھی نہ پڑنے پائے۔ انعقاد معاہدہ نکاح کے لئے صرف فریقین کی رضا مندی دو گواہوں کے سامنے بالکل۔ نہ اسکی پابندی کہ عیسائیوں کی طرح نکاح صرف گزار مسجد (بُرلی) ہی میں ہو سکے اور نکاح پڑھانے والا پادری (بُولوی) ہی ہو۔ نہ اس کی قید کہ ہندو وکل کی طرح نکاح پڑھنے والے صرف پنڈت (مولوی) اور پور وہمت بیویوں اور وہ بھی اُسی خاندان سے مخصوص متقلت رکھنے والے نکاح سال کے ہر حصہ اور دن اور رات کے ہر حصہ میں ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ فریقین کی جنم پتیریاں ملائی جائیں۔ اور فلاں فلاں بدارک ساغتوں ہی میں نکاح ہو سکے۔ پہانچ کو وہ نیک گھری اگر نکل گئی۔ تو سرے سے نکاح ہی مل گیا۔ نکاح کے وقت کسی طول طویل رسم کی ادائی یا اضافی پڑی کی ضرورت۔ نہ فریقین کے لئے کسی عمر کی قید۔ بہتریہ ضرور ہے کہ فریقین بالغ عمر کے ہوں۔ تاکہ اپنا نفع نعمصان، اپنی ذمہ داریاں پوری طرح سہم سکیں۔ لیکن جائز ہر عمر ہیں ہے۔ پھر اگر مرد اپنی مزدودت یا

اسلام ایک حکما نہ شان، مسئلہ دولت و قوت سے بھی کچھ بڑھ کر مرد و عورت کے تعلقاتِ جنسی کے باب میں نظر آتی ہے۔ مرد کی شہوانی قوت کی طاقت کو اسلام بھولنا ہرگز نہیں ہے۔ اس کی تو اس نے اپنے قانون میں ہر جگہ رعایت رکھی ہے۔ اور تمہارے نظامِ محاکمہ میں ہر قوم پر اس کی اہمیت تسلیم کی ہے، بلکہ اب تک تو اکثر نافہوں کی طرف سے اس پر ایذام ہو رہا ہے کہ اس نے اس کی اہمیت ضرورت سے زائد ملحوظ رکھی ہے۔ جملہ حقیقت کے اعتبار سے یہ دونوں الزامات بے بنیاد ہیں۔ افراط و تفریط کی ہر کجھی اور کچھوی سے بچ کر اس نے ہمیک اسی نقطہ اعدالت کو اپنا مقام بنایا ہے۔ جو فطرت ایشی اور نظم کائنات کے عین مطابق ہے۔

ایک طرف تو اس کے احکام مردوں، عورتوں دونوں کو یہ ہیں کہ اپنی نگاہیں پٹھی رکھیں۔ اجنبیوں پڑھنے والا کو نظر نہ پڑنے دیں۔ بہاس ساتر پہنیں۔ زینت اور کشش کے تمام مقامات پچھے ہو نے رہیں۔ بلا ضرورت میں جول، خلاما ہرگز نہ رکھیں۔ عورت اپنے جسم کا بیشتر حصہ پھیلتے رہے۔ قریب کے عزیزروں یعنی شوہر کو مستثنی کر کے باپ اور بھائی تک کے سامنے بھی وضن و بہاس میں اختیار کئے۔ ضرورتہ باہر نکلے، تو آواب حیا و حجاب کے پورے لازم کے ساتھ خوشبو لگا کر غیروں کے مجھ سے گذانا، شوخ رنگ و دمعنے کا برقع یا چا دب جو بھائے خود جاذب نظر ہو زیوروں کی جھنڈکار وغیرہ وغیرہ سب منوع، خوش تصویریں، خوش تصویریں، خوش مناظر، خوش کتابیں، قطعاتِ انجامات، ناچ، گان، ہر ایسا کھیل تاشہ جس میں نہ سند کے احتمالات ہوں بالکل منوع۔ عرض کوئی ایسا عمل جس سے نفس میں خواہ نہ ہیجان پیدا ہو اور طبیعت

ہے — اس نظام کے سامنے اجزاء پر
مجموعی نظر رکھنے کے بعد، خود طبیعی حدود کے اندر،
قتنلے کے شہوت کی ضرورت، قیدنکاح سے باہر
باقی کہاں رہ جاتی ہے۔ چ جائیدغیر طبیعی صورتوں
کی ہے شہوت رانی کی غیر طبیعی صورتیں قو نظرت ہیوانی
ہی کے مطابق ثابت نہ ہو سکیں گی، فطرت انسانی
کا ذکر ہی کیا!

مُسْتَشِئٌ صورتوں کے لئے مستثنیٰ مددیرین اور
مشورے بھی حدود و شریعت کے اندر ہی مل جائیگے
مثلاً اگر کوئی شخص اتنا مغلس ہے کہ ہیوی کا یار اپنا
ہی نہیں سکتا۔ ساتھ ہی فطری چدیات کا تقاضا
بھی ہے۔ ایسے شخص کو حدیث میں مشورہ پر دیا گیا
ہے کہ مسلسل روزہ رکھے۔ فَعَلَّمَهُ بِإِذْنَتِهِ
تجربہ شاہہ ہے کہ مسلسل روزوں سے کبر شہوت
ہو جاتا ہے اور صحت کو کچھ نقصان نہیں پہچتا۔
اسی طرح دوسری، سنتانی صورتوں کے بھی مخصوص
علاج ہیں۔ حرام کاری پر محروم ہو جانے کی کوئی صورت
ہی نہیں، نہ مرد کے لئے نہ عورت کے لئے۔
اوپرے درجہ کی بیسوں کے لئے تو نکاح کی
صورت کا کھلٹا ہونا ظاہر ہی ہے۔ باقی اونتے
درجہ والیوں کے لئے بھی، اسلامی معاشرہ
(سو سالی) میں عصمتِ ذریتی کے کوئی منع نہیں
نہیں۔ اسلام نے چونکہ عورت کے سرگھر کی ذمہ
داریاں، خانہ داری کا انتظام اور نیل انسانی کی
پرورش و تربیت کا بار ڈالا ہے، اس لئے کب
معیشت سے اسے بالکل آزاد رکھا ہے۔ کما کر لانا
اور گھروالیوں کو کھلانا فرض مرد کا ہے، یعنی شوہر
کا، باپ کا، بھائی، بیٹی کا یا اور کسی ولی جائز
اور افسرخاندان کا۔ (ورجن شاذ صورتوں میں عورت

مصلحت سمجھتا ہے۔ تو ایک وقت میں ایک سے
زائد ہیویاں (چار تک) رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ کسی
ہیوی کی حق تلفی نہ کرنے لگے۔ ان سب کے بعد، تعلق
کے ختم کرنے میں، مناسب حدود اور قیود کے ساتھ
و دونوں گوازاری دی جائے۔ یہ نہیں کہ کچھ بھی گذر جائے،
نہ دگی بھرا کی دوسرے کو چھوڑ ہی نہ سکیں (جیسا
کہ اب تک ہندوؤں کے ہاں تھا) یا اگر چھوڑیں بھی
تو صرف اس وقت جب عدالتوں میں پوری طرح
رسوائیاں اور فضیحتے ہو لیں، جیسا کہ مسیحی ملکوں میں
ہر روز دیکھنے میں آتا ہے۔

ابت ارشاد ہو کہ ان پابندیوں اور احتیاطوں،
اور ان سہولتوں اور آسانیوں کے مجموع کے بعد،
قیدنکاح سے باہر قدم نکال کر لذت حاصل کرنے
والوں اور والیوں کے لئے گنجائش ہی کہاں باقی
رہ جاتی ہے؟ اور اگر کوئی ان تمام مصلحت سنجیوں
کی تاقدی کر کے ارتکاب جرم کرتا ہی ہے، اُنت
کے اندر مخفی کاری کی شان قائم کرتا ہی ہے، پہ جائی
وغیرہ امراض اخلاقی اور امراض خوبیہ جسمانی کو پھیلا
کر ساری ملت کے لئے سا اب ہلاکت بھم پہنچانے
پر تسلی ہی گیا ہے، تو اس کی سزا بھی بعد شوہر جرم
داد رہیت جرم مظلوم و قیاس سے نہیں ہوتا، چنانچہ
گواہوں کے بیان حلیفی سے ہوتا ہے (ایسی رکھی گئی
ہے کہ دونوں مجرموں کا ایک ہولناک عذاب
کے ساتھ خاتمه کر دیا جائے۔ تاکہ یہ زہریلا مادہ تو کی
جسم میں نشوونما پاہی نہ سکے۔ سلیم الفطرت طبائع
کے لئے جس طرح اور پر کی اخلاقی، معاشری،
اور قانونی ہو ایتھیں بالکل بلکہ واقعی ہیں۔ اسی طرح
غیر سلیم الطبع افراد کے لئے، سخشن شدہ اشخاص
کے لئے یہ شدید بھی اپنی جگہ پر نہایت ضروری

ہے۔ بہت سے مندوں میں ”دیو داسیوں“ کا وجود اب تک اس عقیدہ کو زندہ رکھنے ہوتے ہے۔ اگر تھا، فراش، اتر یا کہ اور خود سو ویٹ روس میں بیوائی کا جزو رہے (خواہ پر حیثیت پیش ہو یا محض شو قیہ، اور اب تو زیادہ تر شو قیہ ہی ہے) اس کا حال ایک دو نہیں، اُن متعدد تصانیف میں ملاحظہ فرمایا جاتے، جو وہیں کے حقیقتوں نے، تردوں، عورتوں دونوں نے شائع کی ہیں۔ غریب مشرقی تو ان ”طلسم ہوش باؤں“ کو پڑھ کر محض دنگ و ششدہ رہ جاتا ہے۔ کیا یہ مالک مفلس ہیں؟ کیا افلاس یہاں حرام کاری کی جانب لارہا ہے؟ کیا یہاں اسباب دھوپرات ہیں، شراب خواری، کوکین، ہیر و نن وغیرہ دوسری قسم کی نشہ بازی، مردار خوری، سور وغیرہ حرام اور گند جانوروں کو لکھانا، بے پر دگی، بے ستری، ہم یعنی، خلی، اور تالی زندگی، گانے بجائے کا زد رغش تصویری، آرٹ وغیرہ شامل نہیں؟

عورت کا مفلسی کی بتا پرد، بجائے نکاح اور دوسرے جائز ذرائع معاش کے، عصمت فروشی پر آمادہ ہو جانا تو قابل فہم ہے بھی، باقی مرد کا مفلسی کی بنا پر ادھر بھی متوجہ ہونا اور زیادہ بعدیاز فہم ہے۔ بیوی کو لاکر رکھنے میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے۔ کیا وہ اس سے زائد ہے، جو بازاری عورتوں (وہاں نے طبقہ کی ہی) کی اجر قوں پر، اُن کی فرمائشوں پر، بیماریوں کے علاج معالجہ پر، یا اگر ان امر ارض خبیث سے بچنا ہے تو اس بچاؤ کے لئے قیمتی آلات اور دواؤں پر، بر ایر خرچ کرتے رہنا ہوتا ہے؟ کتفاہیت کا خیال اس طریقہ کے اختیار کرنے میں، سرتاسر دہوکا ہی دہوکا ہے۔ حرام کاری، اگر انسان ذرا بھی سوچ پچار سے کام لے، نکاح سے کہیں

ان ساری نعمتوں سے بحروم ہو، وہاں اسلامی حکومت میں تو خود حکومت کی طرف سے اُس کی خبر گیری کی جائے گی۔ اور پستی سے چہاں اسلامی حکومت نہیں، وہاں بھی ایسی پر نصیب عورت، محلہ کی، پڑوسن کی، شریفیت زادیوں کے واسطے سے سلامی وغیرہ کا کوئی ملکا کام پسراویات کے لئے اختیار کر سکتی ہے۔ آنہنہ دوستان میں جو مفلس عورتیں ہیں۔ کیا وہ سب کی سب اپنے جسم ہی کو کرایہ پر چلا کرنا پاک اور گندی آمنی پیدا کرنی رہتی ہیں؟ اس نسائیت کو ذلیل درسو اکرنے والے پیشہ میں پڑنے کی وجہ کئی صورت، تو موجودہ غیر اسلامی حکومت میں بھی، شائد اسی کوئی پیشہ اسکے اور نظام اسلامی کے بعد تو قلمی کوئی تنجیشی اسی کی نہ رہے گی۔

محض خیالی اور نظری مباحث پر اکتفا نہ کیجئے۔ نظر واقعات و مشاہدات پر رکھے۔ کیا ہم خلق کے راشدین میں مفلس عورتیں تھیں ہی نہیں؟ ہمایوں نے ان کی تعداد اس میں شک نظر معاشری نے ان کی تعداد اس میں شک نہیں کہ زیادہ سے زیادہ گھٹا دی تھی۔ تاہم کچھ تو تھیں اسی بچروں تو کوئی بھی اس گندہ پیشہ پر موجود نہ ہوئیں؟ خود آج کیا تجدید میں، این میں، تجدید میں، افلس کا وجود نہیں ہے۔ بایں ہم کتنی تعداد وہاں پر اسٹیٹوشن میں پر اسکا، بلوش وغیرہ کی تصنیف کی ہوئی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ اُن کا مطالعہ فرمایا جائے۔ پیشہ کے اسباب و محکمات، افلاس و پیے زری نہیں، عموماً دوسرے ہی دوسرے ملیں جس کے ہندستاں میں تو یہ پیشے — مسلمان ناطرین کیسے یقین کریں گے ہم — ایک دنہ میں مقدس رہ چکا

پیچھر کو ہٹی خواہش زن کی، اور فرض تے چاہا رشکت کی
شیطان نے دی ترغیب کہ ہاں لذت اٹھے، زانی ہی ہی
پیچر کی طلب بالکل ہے بجا، اور فرض کی خواہش بھی آئے دوا
شیطان کا ساتھ البتہ پڑا، اور خوف خدا ہے اسکی دوا
آخری عرض یہ ہے کہ جس طرح فن طب ایک
پورا نظام ہے، متفرق دوادیں کے تھت لینے کا نام
طب نہیں۔ شریعت اسلامی ایک مکمل اور نظمی الشان
نظام ہے۔ ہر جزو دوسرے جزو سے مرپوط، ہر
شارخ، ہر شعبہ، دوسری شاخ، دوسرے شعبے
والبته۔ کسی ایک جزو نیہ کی تحقیق پوری طرح ممکن
نہیں، جب تک جھود پر نظر نہ ہو، آئین شریعت
اپنے سارے معماشی، اخلاقی، قافی، معاشری، پہلووں
کے ساتھ جہاں کہیں تائف ہو جائے، وہاں مستند
و دلت ہو، یا مسئلہ زن و مرد، یا اور کوئی جزو نیہ یا
سارے مسائل از خود حل ہو کر رہیں گے۔ صورت
حال ایسی ہو جائے گی، فضنا ایسی قائم ہو جائے گی
کہ یہ سوالات پیدا ہی نہ ہوں گے۔

زیادہ گواہ پر قی ہے، مرد کے لئے بھی اور عورت کے
لئے بھی۔

اصل یہ ہے کہ اس گندگی کی طرف لانے والی،
خصوصاً اسلامی حکومت و معاشرہ میں، انسان کی
کوئی فطری خواہش ہوتی ہی نہیں۔ بعض طبیعت کا خیث،
نفس کی شرارت ہے، اجوہا نزا اور شریفیا نہ طبقیں
کو چھوڑ کر ان پہ بیانہ راستوں کی طرف لاتی ہے۔
ٹھیک اسی طرح جس طرح بعض طبیعتیں نفس کو
ہمیشہ اس پر اگساقی رہتی ہیں کہ بجائے جائز ذرائع
معاشر کے، مال، وزر حاصل کیا جائے نقاب زنی کے
رہنمی سے، پھری سے اور ڈیکتی سے۔ علاج، تقویٰ
اور صرف تقویے ہے۔ یعنی اللہ کے سامنے اپنی
مسئلیت اور ذمہ داری اور بحاب وہی پر ایمان و
اعتقاد اور اس کا ہمہ وقتی استحضار۔

اگر الہ آبادی، شاعر سے زیادہ نیاض فطرت اور
حکیمیت نے، ایک قطعہ میں کیا خوبی یہ سارا
عقلمنون باندھ دیا ہے ۔

ایحوابت میں یا حادیت سید المرسلین اس کتاب میں تقریباً سو اتو

سوالات کے جوابات صحیح احادیث سے دیئے گئے ہیں۔
معاملات، عادات اور ہر ہر ستم کے مسائل متفقہ اس میں
 موجود ہیں۔ قیمت علاوه مخصوصاً اک صرف پانچ آئندے۔

الْحَصْوُنَيْرِ لِلْحَكْمِ الْقَصْوُنِيْرِ

کیا گیا ہے۔ عقلی اور نقلی دونوں قسم کے دلائل کا دیکھ
مجموع۔ مولف مردانا تمہار شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند
قیمت علاوه مخصوصاً اک ۱۲ ریال
پہنچہ: مسیح بریوہ ابوالفضلیما محمد بنہاء الحق فاسی گلہانی دیوبند
امت سر

کسف التلہیم اس

مصنفہ مولانا سید ولد ایتھین
شاہ صاحب دیوری۔ یہ کتاب
شیعوں کے مشہور رسالہ "نوبیان" کے جواب میں لکھی گئی
ہے۔ شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر
ہزارہ اسٹئی تجوالوں کی گراہی کا باعث بن چکا ہے۔

شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل
سے مذکوب پیرا یہ میں بلیغ رد اس کتاب میں موجود
ہے۔ شیعوں کے تمام مطاعن اور اعتراضات کے

جوابات دیئے گئے ہیں۔ قیمت حصہ اول ۲ ریال دوم
۴ ریال سوم ۳۰ تکمیل طلب کرنے پر ۱۲ ریال مخصوصاً اک علاوه
پہنچہ: مسیح بریوہ شمس الاسلام بیرون (پنجاب)

کتابتِ سرمن فرقے

اور خاکساریت کا لچک موازنہ کر کے ثابت کیا گیا
ہے۔ کہ یہ دونوں جماعتیں عیسائیت کے خود کا شہنشاہ
پورے ہیں۔ ایک کالم میں مزالیٰ لٹریچر کی جماعتیں
باحوالہ درج ہیں۔ قیمت دو آئے۔ محسولہ اک دو پیسے
خاکسار تحریک اور مشرقی کے عقائد کی
نوت تردید یہ میں ہمارے ہاں سے اور بھی چند
رسائل بل سکتے ہیں۔

رسالہ مجددیہ یعنی حضرت سیدنا محمد والد الف
ثانی سرہندی قدس سرہ کے
آن مصنایں کا اردو ترجمہ، جو حضرتؐ نے روا فہن
ایران کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں
تھے۔ اور جن کو پڑھ کر بہت سے ایرانی شیعہ تائب
ہو گئے تھے۔ قیمت علاوہ محسولہ اک آٹھ آنے۔
مذکورہ مشائخ نقشبندیہ یہ ۷۰ صفحات
مولانا محمد ذریحش صاحب ایم، اے، توکلی کی تصنیف ہے
ہے۔ جس میں حضرات مشائخ نقشبندیہؐ کے
کیف اور حالات و ملغوفات درج ہیں۔ علاوہ
محصولہ اک قیمت دو روپیہ۔

نمایا اور خطبہ کی زبان اس میں مولانا محمد منظور
اویسی کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نماز اخطبوطی اور اذان کو فارسی
اویسی کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ نماز اخطبوطی اور اذان کو فارسی

خاکساری فتنہ خاکساری فتنہ کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے
جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا۔ جس
کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی ملکہ
کی دست بیرون سے محفوظ ہو گیا اور جس کو دیکھ کر
خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے قوبہ کی۔
اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ
سے ہو سکتا ہے کہ ساٹھے تین سال کے عرصہ
میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ۴۰ تھوڑی
ہاتھ نکل گئی۔ یہ پانچواں ایڈیشن ہے، جس کے
۹۰ صفحات ہیں۔ قیمت فی نسخہ تین آنے۔ محسول
ڈاک ایک آنے

خاکسار تحریک مذہب مؤلفہ مولانا
محمد منظور صاحب
نعمانی۔ اس
لابجاو کتاب
سیاست کی روشنی میں میں نہیں اور سیاسی دونوں حیثیت سے خاکسار تحریک
کے تمام گوشوں کو اس خوبی سے بے نقاب کیا
گیا ہے کہ زبان سے بے اختیار صدائے مرجان نکلتی
ہے۔ قیمت علاوہ محسول دس آنے
علیسائیت کے دو پودے اس رسالہ
میں مذہبیت

تمام کتابیں ملنے کا پتہ۔ پیغمبر ابوالصیفاء محمد بنہار الحق فاسی۔ گلوالی دو ادازہ۔
امت سر

بیلیغی کرتا ہے

جديدة "شمس الاسلام" کا شیعہ نمبر
المعرفہ جو اگست ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا کر

صورہ سرفیل خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے
حق میں گالی تو بجا ہمیں سخت الفاظ طبی استعمال نہیں کئے

گئے۔ مختلف ذرائع، گنگوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں
اور غیر علمی مصنفوں کی تحریروں سے ناقابل تردید محض اور
جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مکمل صحائف
و تبریز اپر قرآن مجید، احادیث حقیقتی، اقوال ائمہ سادات،
صوفیات کرام کے ارشادات اور عقلي و نقلی برائیں سے مکمل
روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جرائد اور اکابر ملک کے
اذکار و آثار کے اقتباسات کے علاوہ سیزده صد سالہ اسلامی
تاریخ میں سے تبریز بازی کے ہولناک متأنج بیان کئے گئے
ہیں۔ ججم ۳۷۸ صفحات۔ قیمت ۴۰ روپے مخصوصہ اک ار

بشارتِ اسمہہ احمد از تصنیف طفیل مولانا حبیب

صاحب امرت مری۔ اس

کتاب میں قوی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت علیہ
ابن میریمؑ کی بشارت "ومُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
إِسْمَهُ أَحْمَنْ" کے حملی اور حقیقی مصدق حضرت احمد مجتبی رحمۃ
للعلیین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مرتدا
غلام احمد قادری اس کا مصدق ہرگز نہیں ہے۔ ججم ۸۰
صفحے سائز ۱۸ بیلیغی کرتا ہے۔ قیمت ۴۰ روپے مخصوصہ اک ار

طبع اول۔ تعداد صفحات ۹۲۔ یعنی مشرقی کے

عقائد اور اس کی تحریک کے خلاف افغانستان، پاکستان
آزاد، اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے
اکابر علماء و شائخ اور اہل فلم حضرات کے بیانات اور
فتاویٰ۔ مقدار جواہر کے فیصلوں اور مشرقی کے
متعلق صدری و ترکی اخبارات کی رائے کا قابل قد
بجوم۔ قیمت ۴۰ روپے مخصوصہ اک ار

قیمت فی سینکڑہ پندرہ روپے۔ پچاس کتابوں
کتابوں کی قیمت آٹھ روپے۔ علاوہ مخصوصہ اک۔

برقِ اسمانی اپنے قلم سے اس کے سوانح
و عقائد، عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے

ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ ایسی خلیفہ
وزرالدین اور مرتدا محمد کے سوانح حیات اور ان کے
عقائد و غیرہ بیان کرنے کے بعد مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام
پر عقلی اور نقلی دلائل صحیح کئے گئے ہیں۔ اس کتاب نے

مرزا ائمہ کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ رعایتی قیمت ۳۰

ماڑیاہ لعسیدندر مولانا حکیم حافظ عندر رسول
صاحب بیلیغی۔ اس کتاب میں

قادیانی کے آن اغراضات کا مکمل جواب یا گیا ہے جو اس سے
صوفیات کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۴۰ روپے مخصوصہ مخصوصہ اک

بیلیغی کرتا ہے۔ ملک جمیریہ "شمس الاسلام" بھیرہ (چجان)